

تراشہ

جی جالبے

دشت پر خار میں چل
آگ میں تو بھی تو جل
سونا چاندی ہی نگل
موت ہے تیری اٹل
اے مرے دشمن جاں

بچ کے جائے گا کہاں
قاتلِ امن و امان

جیت و تنام کی ہے
میرے پیغام کی ہے
امن کے نام کی ہے
موت اب سام کی ہے
اپنا چمکے گانٹاں

بچ کے جائے گا کہاں
قاتلِ امن و امان

قاتلِ امن و امان
بچ کے جائے گا کہاں
عزم ہیں شعلہ فشاں
ہر طرف سپیر و جواں
لیکے شمشیر و سناں
تیری جانب ہیں رواں

بچ کے جائے گا کہاں
قاتلِ امن و امان

خامشی نعرہ بنی
آج گردن ہے تہی
جھاگ اٹھی کوہ کئی
شوقِ اللہ و غنی
جہرا متیں رقص کناں

بچ کے جائے گا کہاں
قاتلِ امن و امان



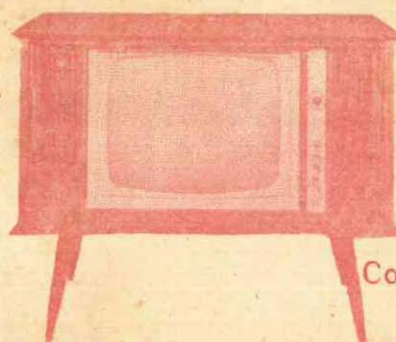
THE SIGN OF QUALITY AND TECHNICAL ADVANCEMENT

NVICO

TELEVISION SETS



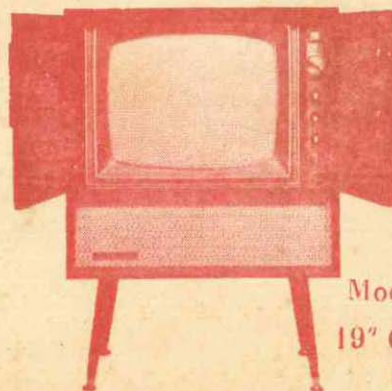
F 592 23
Console TV with
Sliding Door



F 593 23
Console Deluxe TV
with
2 Sliding Doors



Model 19T-550D
19" Console TV
with
Deluxe Door



Model 19T-750D
19" Console TV with
Deluxe Door

Manufactured by
Victor Company of Japan Ltd.

SALATEEN LTD.,

P.O. Box 86, McLeod Road, Karachi.

حیات و کائنات کا ترجمان

فواير :-

قیمت فی کاپیے

(مغربی پاکستان میں)

۲۵

سالانہ :- تین روپے

(مشرقی پاکستان میں)

۳۵ کاغذ

سالانہ :- چار روپے

(مہوائی جہاز سے)

ناشر:-

سبط اختر

طایع :-

مشہور پریس کراچی

پیشہ :-

ایروینر ایکمیلانز لوینن پی آئی اے

برایخ کراچی ایئرپورٹ

قوس: ۴۹۱۶۹ - ۴۲۰۱۱/۴۱۹

ادارے

بزم منشور اور ہمارے فرائض (ادارہ) ۵

۱۷۵۷

صحرا به صحرا کوہ کو افتخار حلیل ۸

لذلك نشر
بسط افتر ۱۶

تراشے

۱۱ بزم منشور کی عید ملن پارٹی کراچی

" " " حیدرآباد ۱۴

مضامین

ازرقی جاں نثاروں کے نام (الطاف احمد) ۱۵

اندونیشیا کا معمار اعظم سوتیکارنو (محمد ظفر ندوی) ۱۹

جنوبی ویت نام کی مجاہدہ خواتین

اسلامی سوشلزم (فقیر خجست بگئی) ۲۹

نظمیں

حبيب جالب

ابن النوار

سلطان جمیل نسیم

افسانے

۲۵ قیصر تملکن راهرو

خبرنامہ

۳۵ مزدور لوٹنوں کا خرم

لوگ کہتے ہیں قارئین کے خطوط ۴۲

جلد ۵

شماره ۴



۱۸۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰
قائم شدہ ۱۹۴۱

حبیب بینک لمیٹڈ

۱۲ کروڑ روپے

۶ کروڑ روپے

۶ کروڑ روپے

۴ کروڑ روپے

۳۸۵ کروڑ روپے

منقول شدہ سرمایہ

جاری کردہ و جمع شدہ سرمایہ

اداشہ سرمایہ

محفوظ سرمایہ

۳۱ دسمبر ۱۹۶۷ء کو جمع شدہ رقومات

شاخوں کی تعداد - ۵۴۰

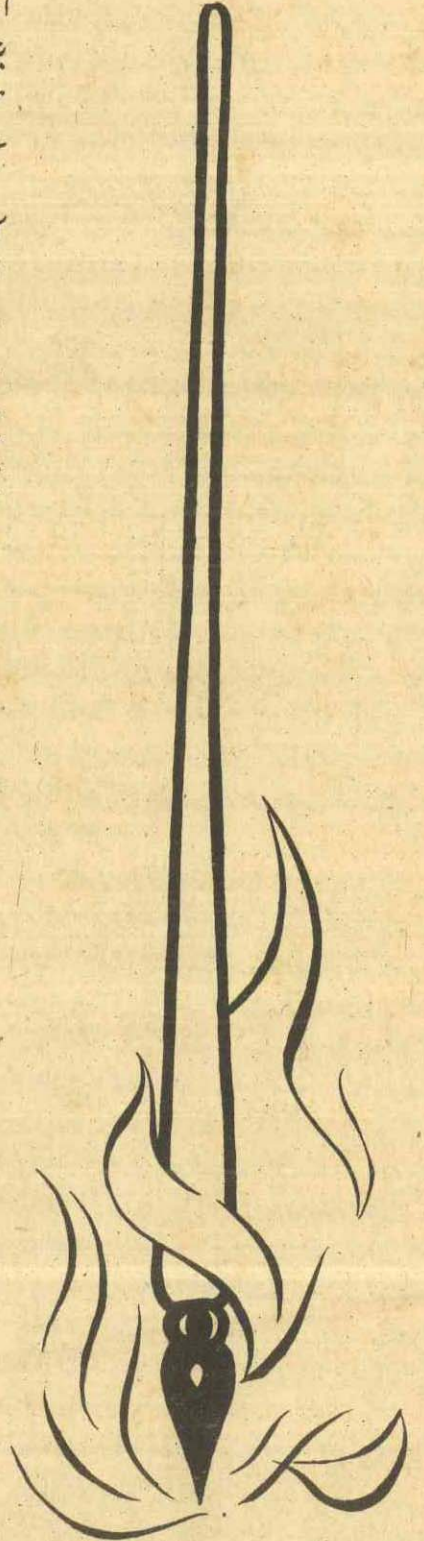


بزم منشور اور ہمارے فرائض

بزم منشور کے قیام کو آج پورا ایک سال ہو گیا ہے۔ اس عرصہ میں شمع منشور کے چھ سو چھیاسی پروانے بزم کے دکن بن چکے ہیں، ان کا تعلق پاکستان کے کم و بیش ہر حصے سے ہے۔ اس وقت بزم کی سب سے گھٹی ہوئی تنظیم کراچی میں ہے۔ کراچی کے اراکین بزم نے اپنے آپ کو نہ صرف مرکزی سطح پر بلکہ محلوں میں بھی منظم کر لیا ہے۔ حیدرآباد میں بھی بزم کی تنظیمی کمیٹی قائم ہو گئی ہے۔ ان دونوں شہروں میں بزم کے متعدد خاص و عام اجلاس بھی منعقد ہو چکے ہیں۔ سکھر، لاہور اور لاکپور میں بزم کی شہری کمیٹیاں ابھی زیر تشکیل ہیں۔ اُمید ہے کہ جلد ہی دوسرے شہروں میں بھی اراکین بزم اپنے آپ کو منظم کر لیں گے۔

منشور کا باقاعدگی کے ساتھ مطالعہ کرنے والے ساتھیوں کو اس حقیقت کا علم تو ہے ہی کہ جماعت اسلامی اور اس کے ادبی، سیاسی و تنظیمی نعل بچوں نے اگست ۱۹۷۷ء میں منشور، منشور نکالنے والی تنظیم ائیر ویز ایمپلائز یونین پی آئی اے برائے اور منشور دیوبند سے وابستہ مزدور کارکنوں و رہنماؤں پر بڑا رکیک حملہ کیا تھا۔ اس حملے کے بعد یونین کے انتخابات کے ضمن میں جب مزید حقائق سامنے آئے تو یہ چلا کہ یہ ایک مکمل و منظم سازش تھی جو پاکستان کی ترقی پسند تحریک کے خلاف امریکہ کے محکمہ شراغ سازی سی۔ آئی۔ اے اور جماعت اسلامی کی شکل میں موجود اس کے پاکستانی پیھوؤں نے تیار کی تھی مگر کھلا ہوا منشور دوستوں و محب وطنوں اور ترقی پسند ٹریڈ یونین کارکنوں کا، دشمن کا دار خالی گیا۔ یہ اگست ۱۹۷۷ء سے لیکر یکم اپریل ۱۹۷۸ء تک ہونے والی اسی حق و باطل کی تاریخی معرکہ آرائی اور تنظیمی و نظریاتی کشمکش کا منطقی نتیجہ ہے کہ بزم منشور کی تنظیم عمل میں آئی۔ بزم منشور کو طوفانوں نے ختم دیا ہے۔ اس بزم کا رکن بننے کیلئے وہ افراد آگے بڑھے ہیں جو اپنے طبقاتی دشمنوں کی کلائیوں کو نہ صرف موڑنا بلکہ توڑنا بھی جانتے ہیں بزم کا ہر رکن جاگیر داری، سرمایہ داری اور سامراجیت کا جانی دشمن ہے۔ بزم کا ہر رکن سامراجیت کے قومی اور بین الاقوامی سطح پر موجود ترمیم پسند والوں کے خون کا پیا سا ہے۔ بزم کا ہر رکن ادب برائے زندگی سے برتر اصول یعنی ادب برائے انقلاب کا علمبردار ہے۔ بزم کا ہر رکن عوام کا خادم کسانوں کا دوست، مزدوروں کا ساتھی اور تمام مظلوموں کے غضب شدہ حقوق چھیننے والی انقلاب فوج کا ذمہ دار سپاہی ہے۔ اگر کوئی فرد بزم کا صرف اس لئے رکن بنا ہے کہ وہ بے جان ادبی بحثوں اور طاؤس و ریباب کی مردہ محفلوں کے زیر بیجا حوّل میں گھٹ گھٹ کر مرجائے، تو اسے چاہئے کہ وہ بزم کے شناختی کارڈ کو چاک کر ڈالے اور عظیم انسانوں، عظیم تحریکوں اور عظیم اصولوں کے نام پر چمکائی جانے والی دوکانوں کے ان مالکوں سے جا ملے جو کبھی حقیقتاً عظیم تھے مگر آج گم کردہ راہ اصول فروشوں کی مانند پست و خوار اور ذلیل و حقیر ہیں۔ بزم منشور کے سچے اراکین کا یہ فرض ہے کہ وہ محنت کش طبقے اور اسکے دوستوں کی طبقاتی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور عوامی مفادات کی تکمیل نیز طبقاتی حقوق کے تحفظ کیلئے اس انداز میں کام کریں کہ انسانی تاریخ کے لازوال الفاظ خود اسکی شخصیت اور اس کے نام کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھنے لگیں۔

منشور نہ کہ وہ مقاصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہے، ایک وسیلہ ہے۔ اراکین بزم کو چاہئے کہ منشور کی اشاعت میں اضافہ کریں مگر اضافہ کا یہ طریقہ فرداً فرداً منشور بیچ کر نہیں بلکہ منشور کی ایک کاپی کو دنیا سے زیادہ افراد تک پہنچانے کا طریقہ ہے۔ ان پڑھ اور جاہل محنت کشوں کو منشور کی تخلیقات سنائے اور سمجھانے کا طریقہ ہے منشور ٹولیاں منظم کر کے منشور بیچنے کا طریقہ ہے۔ منشور کو مالی طور پر مستحکم کرنے کیلئے بزم منشور کے فنڈز میں زیادہ سے زیادہ عطیات جمع کر لینا طریقہ ہے منشور کوئی تجارتی رسالہ نہیں کہ اپنے نفع و نقصان میں توازن پیدا کرنے کے لئے قیمت بڑھانے کا راستہ اختیار کرے۔ منشور ایک زندہ تحریک کا ترجمان ہے منشور ایک لافانی طرے کا نقیب ہے جس طرح اس تحریک کو چلانے والے اور اس طرے کو ماننے والے کارکنان منشور نے اپنے عزم و ارادے کی گرمی سے شمع منشور کو روشن رکھا ہے۔ یہیں یقین ہے کہ اس طرح پیش کردہ اراکین بزم منشور بھی بزم منشور فنڈ میں زیادہ سے زیادہ اور دل کھول کر عطیات بھیج کر منشور کی سرپرستی اور دشمنان منشور کی سرکوبی کی تحریک میں نمایاں طور پر عمل حصہ لیں گے۔





لے وطن

ہر راجہ و کولہا ہوں منعقدہ ایک پریس کانفرنس میں مغربی پاکستان کے وزیر محنت جناب ملک اللہ ریاض نے انڈسٹریل ڈسپوٹ آرڈیننس ۱۹۷۲ء یعنی تنازعات کا قانون، انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایپیلیشنز ایکٹ ۱۹۷۲ء اور آئین آرڈیننس ۱۹۷۲ء یونینز آرڈیننس ۱۹۷۲ء کے جاری ہونے کا اعلان کیا تھا اور اسی تاریخ کو وزارت قانون کے تین غیر معمولی نوٹوں کے ذریعہ انہیں شائع بھی کر دیا ہے جو فوری طور پر نافذ العمل ہوں گے۔ ہر چند مزدور قوانین کو تبدیل کرنے یا ان میں ترمیم کا مطالبہ ایک عہد دراز سے تمام مزدور حلقوں کی طرف سے کیا جا رہا تھا کیونکہ تمام موجودہ مزدور قوانین دورغلامی کی یادگار ہیں اور دراصل غیر ملکی حکمرانوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے وضع کیے گئے تھے اور اب جبکہ ہم غیر ملکی تسلط سے آزاد ہو چکے ہیں اور ہماری معیشت نئے صنعتی دور میں داخل ہو چکی ہے تو یہ اشتہوری ہے کہ پرانے مزدور قوانین کو ہماری ضروریات اور خواہشات کے مطابق ڈھالا جائے۔ تاکہ ملک کے سب سے وسعت پذیر اور متحرک طبقہ صنعتی مزدوروں کی مشکلات کا ازالہ ہو سکے اور اسے اپنے مطالبات منوانے میں آسانی ہو۔ لیکن مطالبہ اب تک حکومت کے سر دھانے کی زینت بنارہا۔ اور اب بمشکل تمام تین اہم قوانین میں ترمیم کی گئی ہے جبکہ دیگر قوانین جوں کے توں برقرار ہیں پھر جو ترمیم اس وقت پیش نظر ہیں ان کے لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ وقت کی اہم ضروریات کو پورا کریں گی۔ کیونکہ یہ بات ناقابل فہم ہے کہ بڑے بڑے نوٹوں سے صرف تین قوانین کو ترمیم کے لئے چن لیا اور باقی کو چھوڑ دیا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ جس ضرورت کو مزدور طبقہ محسوس کر رہا ہے اس کی طرف پوری طرح توجہ نہیں کی گئی کیونکہ مزدوروں سے متعلق تمام قوانین کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے اور ایسی صورت میں عملدرآمد کے وقت تمام اختلافی تشکیکات کو ان قانونی موشگافیوں سے محفوظ نہیں رکھا جاسکتا جو قوانین میں مختلف اسقام کی موجودگی میں کی جاتی رہی ہیں۔ کیونکہ ترمیم شدہ یا پہلے سے موجود قوانین میں خودداری اور دیوانی طریقہ کار اب بھی برقرار رکھا گیا ہے جس کا سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ کسی بھی ایسے فیصلہ کو جو مزدور کے فائدہ میں ہو غیر معینہ مدت کے لئے معطل رکھا جاسکتا ہے جبکہ مزدور کو ملنے والی سہولیات یا دی کاروائی پر فوراً عمل ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات احتجاجی سوداگاری کی روح سے منافی ہی نہیں بلکہ اسے مجروح کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس نقصان کا ازالہ کیا جاسکتا تھا اگر "حق ہڑتال" اور "انجین ساری" کے حق کو اپنے فطری تقاضوں کے ساتھ سروساشت کر لیا جاتا اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ مزدور قوانین میں مارشل لا کے بعد سے ترمیم کا مسلسل شروع ہوا تھا اس کے مرکزی نقطے کو اس مرتبہ بھی برقرار رکھا گیا ہے صنعتی تنازعات، شرائط ملازمت اور ٹریڈ یونین ایکٹ میں جو ترمیم اس وقت سے اب تک سامنے آئی ہیں وہ سب کی سب اس نقطے کے گرد گھومتی نظر آتی ہیں کہ انجین ساری کو زیادہ سے زیادہ مشکل بنادیا جائے اور "ہڑتال" کو بطور قانونی حق تسلیم نہ کیا جائے اس مرتبہ تو اسے بڑی واضح اور شعوری کوشش کہا جاسکتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس مطالبے پر کان دھرنے کو انہیں کیا جاسکتا، حالانکہ ہمارے قانون ساز اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ "حق ہڑتال کی بحالی" اور "انجین ساری" کے بغیر شرائط ملازمت کو بہتر بنانے کے بعد بھی تمام ترمیمات بے معنی اور نام نہاد ہو کر رہ جائیں گی اور ایسا کہ حکومت بین الاقوامی طور پر

کے ہونے وعدوں سے صاف طور پر انحراف کر رہی ہے۔

موجودہ ترمیم میں شرائط ملازمت کو بہتر بنانے کا دعویٰ کیا گیا تھا پریس کانفرنس میں وزیر موصوف نے جو اعلان کیا اگر وہ غلط نہیں چھپا تو یہ بات جری اخوسناک ہے کہ جو کچھ پریس کانفرنس میں کہا گیا تھا قانون اس سے مختلف ہے کیونکہ غیر معمولی نوٹ کے ذریعہ جو قانون جاری ہوا اس میں عارضی ملازمین کو نوٹس دینے اور تنخواہ کے ساتھ، اتفاقی "چھٹی کی سہولت نہیں دی گئی بلکہ اسے حسب سابق رکھا گیا ہے معلوم نہیں کہ یہ بات نوٹ میں غلط چھپی ہے یا وزیر موصوف نے غلط طور پر کہی تھی۔ بہر حال اس قانون میں بعض دوسری ترمیم کا خیر مقدم کیا جاسکتا ہے گوہ عارضی کام کی جو تعریف اس میں کی گئی ہے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی گنجائش اب بھی موجود ہے کیونکہ جو عارضی کام نوادہ میں ختم ہونے چاہا ہے اس کے لئے کہیں ایسی پابندی نہیں رکھی گئی ہے اور نہ ہی رکھی جاسکتی ہے کہ ۹ ماہ ختم ہونے کے چار پانچ روز بعد دوبارہ ۹ ماہ کے لئے پھر شروع نہیں ہو سکتا اس طرح پہلے کی طرح کسی بھی مزدور کا مستقل ہونا یا مستقل مزدور کی سہولت حاصل کرنا غیر معینہ مدت تک کے لئے منتقلین کے رحم و کرم پر ہے۔ بھی تھا اور اب بھی ہے۔ فرق صرف یہ پڑا ہے، جو بہت بڑا فرق نہیں ہے۔ کہ غیر مستقل ملازمین کی مدت ملازمت دو ماہ اٹھائیں یوم سے بڑھ کر ۹ ماہ اٹھائیں یوم ہو جائے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ پہلے جو ملازم تین ماہ کی مدت ملازمت کے بعد مستقل ہو جایا کرتے تھے وہ اب ۹ ماہ کی مدت کے ہو کر رہ گئے۔ مطلب صاف ہے کہ تحفظ ملازمت کا خواب اب بھی شرمندہ تعبیر ہوتا نظر نہیں آتا، پریس کانفرنس کے اعلان کے مطابق اگر عارضی ملازمین کو نوٹس دینے کی بجائے ضروری ہوتی تو شاید عارضی ملازمین کے ساتھ کی جانے والی ایک بہت بڑی نا انصافی کی تلافی ہو جاتی۔ کیا ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ وزیر موصوف اور سرکاری گزٹ کے اس تضاد کی وضاحت کی جائے گی؟ لے آف اور گریجویٹ کی سہولتیں اس قانون میں اچھی ترمیم ہیں۔ حالانکہ بعض بڑے صنعتی اداروں کے منظم مزدور اپنی جدوجہد کے ذریعہ پہلے ہی یہ سہولتیں حاصل کر چکے تھے۔

صنعتی تنازعات کے آرڈیننس میں جو ترمیم کی گئی ہیں وہ نہ صرف ناکافی ہیں بلکہ اس سلسلہ میں تمام مزدور حلقوں کے دیرینہ مطالبات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ لازمی مصداحت اور عدالتی تلافی اب بھی اس قانون کا مرکزی نقطہ ہے جو "حق ہڑتال" کی موجودگی میں تو شاید اتنے بڑے اثرات مرتب نہ کرنا لیکن اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اصول، اجتماعی سوداگاری، کی روح کے قطعاً منافی ہے۔ لازمی مصداحت اور لازمی عدالتی تلافی مزدوروں کو "تیسری پارٹی" کے ماتحت ہیں قانوناً اپنی گردن دینے پر مجبور کر دیتا ہے جبکہ دوسرا فریق ایک لمبے عرصہ کے لئے سکھ چین سے رہتا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ سرمایہ دار حلقے اس قانون سے بہت خوش ہیں، وزیر موصوف نے مذکورہ پریس کانفرنس میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ صنعتی تنازعات کے قانون میں ایسی ترمیم کر دی گئی ہیں جن سے تنازعات کا جلد از جلد فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی لیکن بدنام زبانہ سیکشن ۷۷(۱) کی جگہ ایک دوسری دفعہ اس قانون میں بھی موجود ہے اور مزدوروں کے اٹھائے ہوئے تنازعات پر اسے بھی قانونی اعتراضات اٹھا کر اصل مسئلے کو اتوار میں ڈالا جاسکتا ہے۔ حالانکہ یہ گنجائش موجود ہے کہ اس قانون کے تحت جو روزمرہ مرتب کئے جائیں وہاں بہترین کی موجودگی میں مزدوروں کے پانچ نامزدوں سے ہڑتال کا نوٹس دینے کے اختیار است چھین لئے جائیں جسکا انڈیا وزیر موصوف پریس کانفرنس میں کر چکے ہیں، اور اگر یہ پابندی عائد ہوگی تو مزدوروں اور منتقلین کے درمیان یونین کی تشکیل اور اسے تسلیم کرانے کے دوران زبردست کشمکش کا دروازہ کھل جائے گا جو بعض اوقات اور آئے چکر۔ اکثر اذیت ناک و ناخوشگوار

واقعات کو جنم دے سکتا ہے کیونکہ (دب) دوسری یونین "کانٹنام منتظہین کے حق میں بہت منفید ثابت ہو گا۔ اس طرح وہ لیے عہدہ نگاری یونین" کو مطالبات پیش کرنے کے قابل ہی نہ ہونے دیں گے اور یوں نہ صرف صنعتی امن اور خوشگوار تعلقات کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا بلکہ تنازعات کے جلد از جلد ازالے کی مطلوبہ خواہش بھی پوری نہیں ہو سکتی گی۔ نیز دیوانی طریقہ کار کے ذریعہ کسی جائز یونین کو مزدوروں کی نمائندگی کرنے سے غیر معینہ مدت تک کے لئے روکا جاسکتا ہے جس کے سامنے رجسٹر آف ٹریڈ یونینز اور کنسلیڈیشن آفیسر کے اختیارات دھڑے کے دھڑے رہ جائیں گے اس کے علاوہ مصالحتی آفیسر کو جو اختیارات تفویض کئے گئے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں سرکاری اصول کو عدالتی اختیار دینا کسی طرح بھی سودمند ثابت نہیں ہو سکتا۔ نیز قانون میں مصالحتی آفیسر کے کسی فیصلہ کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرنے والے ایک نفی ٹریبونل کو بھی کوئی اختیار نہیں دیا گیا جو اس قانون کی بہت بڑی خامی ہے اور بعض اوقات مصالحتی آفیسر ان کے غلط فیصلوں کی وجہ سے جائز تنازعات اپنے ابتدائی دور میں ہی دم توڑ دیں گے یا پھر مزدور مایوس ہو کر ایسے اقدام کرنے پر مجبور ہوں گے جن سے حالات اور بھی خراب ہوجائیں۔ ورکر کمیٹی کے اختیارات میں اضافہ یقیناً روزمرہ کی مشکلات کے حل کے لئے ایک موثر ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ انہیں منتظہین کے اثرات سے پاک رکھا جائے اور انتظامی مشینری صحیح کام کرے کیونکہ موجودہ حالات میں جبکہ ٹریڈ یونینز منتظہین کے مقابلے میں بہت کمزور ہیں اور جو قانونی تحفظات انہیں حاصل ہیں ان کا وہ خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتیں کیونکہ کسی اچھے سے اچھے قانون پر اس وقت تک صحیح معنوں میں عملدرآمد ہو ہی نہیں سکتا جب تک طاقت ور یونین موجود نہ ہو۔ اور اگر اس روشنی میں ہم ٹریڈ یونین ایکٹ کی ان ترامیم کو دیکھتے ہیں جو ٹریڈ یونین آرڈیننس ۱۹۶۷ء کی شکل میں اس نافذ کی گئی ہیں تو ہمیں یہ کنکاپر تا ہے کہ اگر صنعتی تنازعات کے قانون نے تنازعات جلد از جلد فیصلہ کرانے والا فوری قانون "حق ہڑتال" مزدوروں سے چھین لیا ہے تو ٹریڈ یونین آرڈیننس نے "انجمن سازی" کو پامال کر کے رکھ دیا ہے اور اس سلسلہ میں قانون سازوں نے دانستہ طور پر سرمایہ داروں کے ساتھ جانبداری برتی ہے۔ اس قانون کے ذریعہ کسی کاغذی میں جائز یونین کی تشکیل ناممکن نہیں تو مشکل ترین کام ضرور بن جائے گا۔ قانون سازوں کو اگر انجمن سازی کے بنیادی حق کو قانون کی زد میں لانا ہی تھا تو اسے آسان سے آسان بنایا جاتا تاکہ حمایتی بن سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا کرنے سے "بورکس" یونینوں کے لئے بھی کئی کشمکش نکل آتی ہے لیکن صحیح یونین بنانے والوں کے لئے تو کوئی رکاوٹ دستی ہی نہیں۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ انتظامی کارروائی کا خدشہ ہی مزدوروں کو صحیح یونین بنانے یا اس میں شامل ہونے سے روکتا ہے اور اگر اس کا احساس کر لیا گیا تھا تو اسے بالکل ختم کر دیا جاتا حالانکہ موجودہ قانون میں صرف ایسی یونین کے عہدیداروں کو نام نہاد تحفظ دیا گیا ہے جس کی رجسٹریشن کی درخواست رجسٹر آف ٹریڈ یونینز کے پاس پہنچ جاتی ہو لیکن پہلے سے رجسٹرڈ اور رجسٹرڈ ہونے کے بعد اس کے عہدیدار کو یہ تحفظ بھی حاصل نہیں اس کے علاوہ آج تک کسی حالک نے اس میں اپنے کسی ملازم کو نہیں لگا لاکہ اس نے یونین بنائی ہے بلکہ اس جرم کی سزا دیگر مختلف طریقوں سے دیکھائی رہی ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری رہے گا یہ ٹھیک ہے کہ اسے ایسا کرنے کے لئے رجسٹر سے اجازت لینا پڑے گی لیکن کوئی اور اندام لگا کر جس کا ثابت ہونا مشکل نہیں، اسے معطل یا برباد کیا جاسکتا ہے اور ایسی صورت میں رجسٹر صاحب کو بھی لگانے کی اجازت دینے سے کوئی چیز مانع ہو سکتی ہے ۱۹ء کی طرح کسی کارخانے میں کام کرنے والے مزدوروں کی دس فیصد یا کم سے کم سولازمین کا ایک دم یونین بنانے کے لئے تیار

ہونا ایک معجزے سے کم نہیں جبکہ صورت حال یہ ہے کہ کسی پرانی سے پرانی یونین کے اچھے اور باشعور ممبران کی تعداد آج بھی پانچے چھ فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پہلے مرحلہ پر اپنے مزدور کیسے یونین بنانے کا فیصلہ کر لیں گے۔ یہ طریقہ کار یقیناً "پاکٹ یونین" بنانے میں ہی مدد و معاون ثابت ہو سکتا ہے اور نوبت اس حد تک پہنچ جائے گی کہ کارخانہ چالو ہونے سے پہلے ہی "پاکٹ یونین" رجسٹرڈ ہو جائے گی۔ اس قانون کے تحت سرکاری سولازمین ہسپتالوں کا عملہ اور جیل کے ملازمین بھی انجمن سازی کے حقوق سے محروم کر دیئے گئے ہیں گویا جیل کے ملازمین کو قدری اور ہسپتال کے ملازمین کو کمزور یونین میں تبدیل کر دیا گیا ہے جو مجبوراً کسی انجمن سے ممبر بن ہی نہیں سکتے۔ اس قانون کی اہم تر مہم یہ ہے کہ ایک یونین کا عہدیدار دوسری یونین کا عہدیدار نہیں بن سکتا، اس سلسلے میں ایک عرصہ سے یہ بات ہی جاری تھی کہ چند بار سے مزدور لیڈر مزدور ہمارا کی بجائے اپنے ذاتی مفادات پیش نظر رکھتے ہیں اس لئے حکومت کا فرض ہے کہ ان پر پابندی لگائے۔ یہاں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ حکومت کو اس قسم کا کوئی اختیار حاصل نہیں نیز یہ آزادانہ انجمن سازی پر بہت بڑا حملہ ہے اس کے علاوہ جن لوگوں کی طرف حکومت کے ذمہ دار افراد انجمن سازی کا اشارہ ہے وہ خود حکومت اور اس کے محکمہ محنت کے پروردہ لوگ ہیں جنہیں ہمیشہ دانستہ طور پر سرمایہ داروں کے حق میں استعمال کیا جاتا رہا ہے اگر ایسے لوگ ٹریڈ یونینز میں موجود ہیں تو حکومت کی متعلقہ مشینری اس کی سب سے بڑی ذمہ دار ہے۔ اس کے باوجود یہ مزدوروں کا جمہوری حق ہے کہ وہ کسی کو اپنا عہدیدار بناتے ہیں اس قسم کی مضحکہ خیز یا بنڈیاں لگانے سے کوئی مثبت فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ حالات اور زیادہ خراب ہونگے۔

یہ ایک سرسری سا جائزہ ہے جو زیادہ تر ان معالجات پر مبنی ہے جو اخبارات کے ذریعے ہم تک پہنچے پائی ہیں اس لئے کہ گزٹ بہت بعد میں ملا اور اس کا پوری طرح مطالعہ کرنے کے لئے کافی وقت بھی درکار ہے کوئی جامع اور مفصل مضمون تو پورے قوانین کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی کھسکا ہوا ہو گا لیکن جن خدشات کا بیان ذکر کیا گیا ہے انجمن سازی کی نشان دہی کی گئی ہے وہ ان قوانین پر ایک لمبے عرصے پر تجربہ کرنے کے بعد سامنے آتی ہیں اور اب جبکہ حکومت کے حلقوں کی طرف سے ان قوانین کے سلسلے میں بہت کچھ کہا جا رہا ہے تو مزدور حلقے بھی خاموش نہیں رہ سکتے۔ حکومت کے حلقے یا مفاد پرست نام نہاد مزدور لیڈر اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ کسی بھی ترقی پذیر صنعتی ملک میں "انجمن سازی" کے حق کو پامال کر کے اور حق ہڑتال "کو غصب کرنے کے بعد صرف اور صرف سرمایہ داروں کے فائدے میں ہی قوانین وضع کئے جاسکتے ہیں، کیونکہ انجمن سازی اور ہڑتال کا حق مزدوروں کا بنیادی حق ہے آپ اسے کسی قانون کے ذریعہ نہ تو محدود کر سکتے ہیں اور نہ اسے ختم کر سکتے ہیں جب تک یہ حقوق پوری طرح بحال نہیں کئے جاتے اس وقت تک آپ کے تمام قوانین برکار ثابت ہونگے۔ اس کا تجربہ مارشل لاء کے بعد حق ہڑتال چھین کر آپ کر چکے ہیں اور اب انجمن سازی کے اختیار کو محدود کر کے مرکز ہرگز مطلوبہ نتائج تک نہیں پہنچ سکتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جدید جدید قوانین میں ترامیم کرنے کی بجائے موجودہ حالات اور ضروریات کے مطابق تمام ایسے قوانین کا جائزہ لیا جائے اور انہیں حقیقت پسندانہ طور پر مزدوروں کے جائز نمائندوں کے مشورے سے یکسر تبدیل کیا جائے۔ دیکھئے ہمارے قانون ساز وقت کی اس ضرورت کو کب محسوس کرتے ہیں!

پسندوں کے خون سے ہونی کیسے کھیل سکیں گے؟ پھر ڈومنگن میں انقلاب دشمن کیسے بچ سکیں گے۔؟ پھر افریقہ میں نسل پرست اقلیتی حکومتوں کا کیا حشر ہوگا۔؟



ویت نام ۲

یہ سوالات "بھوت بن کر دنیا کے تمام امن دشمن، آزادی دشمن اور عوام دشمن افراد کے اعصاب پر سوار ہو چکے ہیں۔ اور اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے ان لیڈروں نے ایک "متحدہ محاذ" بنا رکھا ہے جس میں کچھ توانہائی بے شرمی کے ساتھ امریکی سامراج کے "دست راست" بنے ہوئے ہیں، اور کچھ "غیر جانبداری" کا لبادہ اوڑھ کر اپنا مکروہ وجود بچانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں لیکن کیا یہ "چھوٹے"، انھیں فیصلہ کن شکست سے بچا سکے گا؟۔ نہیں اور یقیناً نہیں۔ کیونکہ ان مٹھی بھر طاقت کے نشہ میں چور افراد کے وجود کو مٹانے کے لئے عوامی عزم و روح آگے بڑھ رہے ہیں کیونکہ وہ استحصال کی اس شکستہ دیوار کو ڈھادے گا۔ عزم کر چکے ہیں۔ آج انھوں نے ویت نام میں انھیں پے در پے شکستیں دی ہیں کل انھیں کشمیر، فلسطین، انکولا، موزمبیق، سومالی لینڈ، کانگو، روڈیشیا، جزیری افریقہ، ڈومنگن، بولیویا، وینزویلا اور دوسرے علاقوں میں انقلاب کا پرچم بلند کرنے سے کون روک سکے گا۔؟ کیونکہ دنیا فتح کے بعد تو انقلابی عوام کا محاذ مضبوط اور وسیع تر ہو چکا ہوگا جبکہ امریکی سامراج اور اس کے گروگول کا "متحدہ محاذ" اندرونی اور بیرونی حملوں سے ٹوٹ پھوٹ کر کمزور اور محدود تر ہو چکا ہوگا، اور اس قابل نہیں رہ جائیگا کہ دوسرے محاذ پر اسے "سامراجی مقاصد کا" دفاع "کر سکے بلکہ اس کو اپنی طرح بوریات استیثا ہوگا جس طرح ویت نام اور الجزائر کے محاذوں پر اپنے کے بعد فرانسیسی سامراج نے سمیٹ لیا تھا جس طرح ایک کے بعد دوسری شکستیں کھانے کے بعد برطانوی سامراج خود اپنے ملک میں ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ کیا امریکی سامراج اس انجام سے بچ جائے گا۔ اس کا جواب تو تاریخ کا ابتدائی طالب علم بھی نفی میں دے گا۔

اس طرح یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ویت نام کے محاذ پر لڑی جانے والی جنگ اپنے مجموعی اثرات کے لحاظ سے تمام سرحدوں کو توڑ چکی ہے اسی لئے امریکی سامراج اور اس کے گروگولے شکست سے بچنے کے لئے لاکھ جتن کر رہے ہیں اور ویت نامی عوام ان کو فیصلہ کن شکست دینے کے لئے پے در پے حربیں لگا رہے ہیں۔ اس عظیم و مقاس جدوجہد میں ساری دنیا کے عوام کی ہمدردیاں ویت نامی مجاہدوں کے ساتھ ہیں اور وہ اس جنگ میں امریکی سامراج کی جتنا شکست لٹی خبر سننے کے لئے مضطرب ہیں۔ وہ خبر جو آج نہیں توکل سہنا ہی ہے۔

ویت نامی حریت پسندوں کی اس پرعزم جدوجہد نے محکوم و نیم محکوم قوموں کو روشن مستقبل کی بشارت دی ہے، وہاں کی دولت الخیر مجتہد نے فکر و عمل کی تمام گتھیوں کو سلجھانے کو ساری دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے۔ ویت نامی حریت پسندوں نے اپنے خون سے جو زمیہ تاریخ لکھی ہے اس کا ایک ایک حرف عوام کی لازوال طاقت کی گمانیاں کہہ رہا ہے، اس کا ایک ایک جملہ امریکی سامراج اور اس کے گروگولے کو شرمناک شکست کا پیغام سن رہا ہے، اس کا ہر باب اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کا سبق دے رہا ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جنہیں ویت نامی مجاہدوں نے عمل کی کسوٹی پر پرکھ کر اور بھی چمکا دیا ہے وہ حقائق جن سے رجعت پرست ٹوٹے بھی لڑزاں ہیں اور اصول فروش روسی حکمران بھی کیوں کہ اس نے ان کے تمام "تاریکی اصولوں" تمام "تاریکی فلسفوں" کے کھوٹے سکوں کو پرکھنے میں کتنی آسانی پیدا کر دی ہے اور آج ان "کھوٹے سکوں" کو دنیا کے بازار میں کوئی نہیں پوچھ رہا ہے۔

نئے سال کے ساتھ ویت نام کی فضاؤں پر ایک نیا سورج طلوع ہوا، جو ویت نام میں امریکی سامراج اور اس کے پالتو کتوں کی پھیلائی ہوئی تاریکی کا جھک چاک کرتا ہوا سورج آزادی اور فتح کا نور پھیلا رہا ہے۔ وہ سورج جس کو دیکھ کر تاریکی کے پیغامبر گزر رہے ہیں۔ وہ سورج جس کی روشنی سے صرف ویت نام ہی نہیں بلکہ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے میدان اور جنگل دمک اٹھے ہیں۔ وہ سورج جو موخ پرستوں، سامراج دوستوں اور اس کے حواریوں کے تاریک فلسفے کو مٹاتا ہوا عوام دوستوں، وطن دوستوں کو فکڑ عمل کی روشن راہیں دکھا رہا ہے۔ وہ راہ جو اصول پرستی کی راہ ہے۔ وہ راہ جو امن و آزادی کی منزل لکھے، وہ راہ جس کے کسی موڑ پر سمجھوتے بازی اور اصول فروش کی کوئی پگھلائی نہیں سکتی ہے۔

اصول پرست آزادی کے مولے حریت پسندوں کی لازوال قربانیوں نے جس صبح کو جنم دیا ہے، وہ جنم جنم کی جدوجہد، جنم جنم کی قربانیوں کا مندر ہے۔ یہ صبح ان کے، ہمارے اور سب کے خوابوں کی روشن تعبیر ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ کشمیر، فلسطین اور دنیا کی تمام مظلوم و محکوم اقوام کے گرد پھیلائی ہوئی تاریکی کی دیوار کتنی کھوکھلی، کتنی کمزور ہے، دیر تو صرف اس پر ضرب لگانے کی ہے، دیر تو صرف عوام کے متحرک ہونے کی ہے پھر یہ کھوکھلی دیواریں تو کیا تاریکی کے پہاڑ بھی زیرہ زیرہ کئے جاسکتے ہیں۔

ویت نامی حریت پسندوں نے ویت نام کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک امریکی جنگ بازوں اور اس کے گروگولے کو جس طرح پے در پے شکستیں دی ہیں، ان کی عسکری برتری کے گھمبہ کو جس طرح مٹی میں ملا رہا ہے، اس نے صرف ویت نامی عوام کے حوصلے بلند کئے ہیں بلکہ ان کی فتوحات نے پوری دنیا کے مظلوم اور محکوم عوام کو آگے بڑھ کر ظلم سے نکلنے کا حوصلہ بخشا ہے۔

ویت نام کے میدانوں، جنگلوں، پہاڑوں اور ریتوں میں انقلاب کے لپکتے ہوئے شعلوں نے رجعت پرست، عوام دشمن افراد کی سبجوں میں آگ لگا دی ہے ملائیشیا کے حکمران چلا اٹھے ہیں، تھائی لینڈ، فلپائن اور برما کے راج سنگھان ڈول گئے ہیں۔ بھارت، انڈونیشیا اور جاپان کے سامراج نواز حکمرانے بوکھلا گئے ہیں۔ انقلاب کے لپکتے ہوئے شعلوں کی تیش سے امرائیل کے حکمران خائف ہیں، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے سامراج نواز حکمران لگے لگے گزر رہے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان علاقوں کے عوام نے ہم سے انتہائی راہ اختیار کر لی، تو پھر اسرائیل کا وجود کب رہ سکے گا۔؟ پھر تاج دخت جمہور کی صو گروں کی زد سے کیسے بچ سکیں گے؟ پھر پھیلا کشمیری عوام کی آواز کیسے دبائی جاسکے گی۔؟ پھر بولیویا میں انقلاب

لے اخباری اطلاعات کے مطابق جانسن نے کئی راتیں جاگ کر گزار دیں

اللہ کے بند و آپس میں قطع تعلق نہ کرو، حد چھوڑو اور باہم بھائی بھائی بن جاؤ۔

انقلاب چھوٹی چھوٹی باتوں سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے پیدا ہوتے ہیں۔

مپیٹر اپنے سر پر گرمی سہہ لیتا ہے۔ لیکن اپنی چھاؤں سے دوسروں کو گرمی سے بچاتا ہے۔

حبو دوسروں کی آزادی سلب کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ خود آزاد کہلانے کے حقدار نہیں۔

صرف اچھے مت بنو، کسی مقصد کے لئے اچھے بنو۔

انفرادی ملکیت کو اجتماعی ملکیت بنا دینا ہی اشتراکیت کا بنیادی جذبہ ہے۔

اسی انسان سے زیادہ کوئی مفلس نہیں جس کے پاس صرف دولت ہے۔

قیام امن کی خاطر جنگ کے لئے تیار رہنا بڑا ہی کار آمد حربہ ہے۔

انسان۔ آئندوں اور مکرماٹھوں کے درمیان لٹکا ہوا پنڈولم ہے۔

بغیر جدوجہد کے کوئی خوبی پیدا نہیں ہو سکتی، بغیر خوبی کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور بغیر عمل کے زندگی ممکن ہی نہیں۔

ہر اس سیاسی رہنما کو جو انقلابی مزدوروں کے لئے مفید بننا چاہتا ہے، جاننا چاہئے کہ کونسا کھجورہ ناجائز ہے جس سے موقع پرستی اور غدارى لازم آتی ہے، اور پھر ایسے کھجورے پر کڑی تنقید کرنی چاہئے، اس کو پوری بے دردی سے بے نقاب کرنا چاہئے، اس کے خلاف شدت سے جنگ کرنی چاہئے اور ان گروگ باراں دینے "عملی" سوشلسٹوں اور پاریمانائی بقراطوں کو اس کا ہرگز موقع نہ دینا چاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے بچنے کیلئے یہ حیلہ تراشیں کہ عام طور سے سمجھوتہ کرنا درست ہے۔

وجہ تھیاری خوبصورت ہیں جو صداقت کیلئے استعمال کئے جائیں۔

شک۔ ہمیشہ "امیر" کے پیچھے لگا رہتا ہے۔

مظلوم عوام اور اقوام کو اپنی آزادی کے بارے میں سامراج اور اس کے پھوٹوں کی "معقولیت" سے کوئی امید والبتہ نہیں کرنی چاہئے۔ وہ صرف اپنے اتحاد کو مضبوط کرنے اور اپنی جدوجہد میں ثابت قدم رہنے سے ہی فتیاب ہوں گے۔

انصاف کی بات کہنے کیلئے کوئی وقت بھی نامناسب نہیں۔

GLOBE TRAVELS

*Quality * Dependability * Service*

More than 70% Pakistanis Who Travel Abroad

Consult us

Globe Travel Service (Pak.) Limited

(I.A.T.A. Approved Travel Agents & Tour Operators)

Finlay House, McLeod Road, Karachi-2

Phones : 228501 (3 Lines)
Direct Lines : 221303, 230131, 221149,
220438, 220439, 235014,
221243, 229927.

Branches :

New York-London-Lahore-Mangla-Rawalpindi-Islamabad-Peshawar-Dacca-Khulna-Sylhet.

With Compliments from

M. H. Khan Consultant

For **PNEU-MAEDER AG**

Zurich, Switzerland

Independent Aircraft Tyre Retreaders

بزم منشور کراچی کے عید ملن پارٹی



مہمان خصوصی جناب طفیل عباس صاحب اراکین بزم منشور سے مخاطب ہیں

بزم منشور کراچی کی عید ملن پارٹی ۲۸ جنوری ۱۹۶۸ء کو منعقد ہوئی جس میں بزم کے اراکین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ ایرویز ایمپلائز یونین کی آئی اے برانچ اور کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے صدر جناب طفیل عباس مہمان خصوصی تھے۔ بزم کے نگران جناب ذکی عباس نے بزم کے تنظیمی امور کا جائزہ اراکین کے سامنے پیش کیا اور تباہی کا شہر کے بیشتر علاقوں میں بزم کی شاخیں قائم کی جا چکی ہیں اور علاقائی کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ انھوں نے لیاری اور نیوکراچی کے اراکین کو مشورہ دیا کہ وہ بھی اپنے علاقوں کے لئے کمیٹی کے اراکین کے نام تجویز کریں تاکہ اسی موقع پر ان علاقوں کی کمیٹیاں بھی قائم کر دی جائیں۔ چنانچہ اس تجویز کے تحت نام پیش کئے گئے جو یہ اتفاق رائے دونوں علاقوں کے اراکین نے منظور کئے۔

تنظیمی امور پر غور و خوض کے بعد جناب ذکی عباس نے حاضرین کو تباہی کا محفل میں شہر مزدور رہنما اور شاعر جناب واحد بشیر موجود ہیں جو طویل عرصے تک کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کی حیثیت سے شہر و روز مزدور تحریک کے بے کام کر کے تپ دق جیسے مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں اور اب تبدیلی آج ہو اکی غرض سے کراچی سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔ جناب ذکی عباس نے ان سماجی اور معاشرتی حالات پر اظہار افوس کیا جن کے نتیجے میں مزدور تحریک کے بے لوث اور استھک کارکنوں کو تپ دق جیسے امراض کا شکار ہونا پڑتا ہے جناب واحد بشیر نے نگران بزم منشور کی درخواست پر اپنی مکتبہ 'آل انظم تحریک' حاضرین کے سامنے پیش کی۔ جناب واحد بشیر کے علاوہ دیگر شعرا نے بھی اہل محفل کو اپنے کلام سے نوازا جن میں جناب الطاف احمد، اعجاز گل، احسان کاکوروی، خالد حمیدی، عاشق کیراؤی، خالد علیگ، اور شہر اعظمی شامل تھے۔

سلسلہ شعر و سخن کے بعد مہمان خصوصی جناب طفیل عباس نے حاضرین سے خطاب کیا۔ انھوں نے کہا کہ قیام پاکستان کے ذلت خیال تھا کہ یہ دس صحیح



جناب ذکی عباس نگران اعلیٰ بزم منشور، اراکین بزم کو بزم کی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں





جناب خالد علیگ اپنا کلام پیش کر رہے ہیں

کو بند کرنا چاہتے ہیں مگر ان کی یہ سکرہ کوشش اس لئے کامیاب نہیں ہو سکی کہ ہماری پالیسی اور سوچ بالکل صحیح ہے جو محب وطن افراد کے ذہنوں کو متاثر کرتی ہے۔ سرکاری حکام میں ایسے محب وطن افراد بھی موجود ہیں جو ہماری پالیسی کو صحیح سمجھتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اب منشور کی آواز اتنی گرج رہی ہے کہ اسے دبانے کی محال فہم کو اب بہت بھی نہیں پڑتی۔ اس کے ساتھ ساتھ اب ہمارے پاس منشور کی آواز کو عوام تک پہنچانے کے دوسرے ذرائع بھی ہیں یہ بات صحیح ہے کہ چار آنے میں منشور کو جاری رکھنا سیدھی دشواری ہے۔ اتنی کم قیمت پر سالانہ نکالنے کے لئے منشور کے کارکنوں کو اشتہارات کی فراہمی کیلئے شدید زور دھوپ کرنا پڑتی ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہم یہ نہیں چاہتے کہ اس کی قیمت میں اضافہ کیا جائے۔ قیمت بڑھانے کا مطلب منشور کو عوام سے دور کرنا ہوگا۔ محنت کش طبقہ کے افراد کے لئے آٹھ آنے میں پریم خریدنا مشکل ہوگا۔ زیادہ بتر یہ ہوگا کہ منشور کو مالی مشکلات سے نکلانے کے لئے بزم منشور کے ارکین چندے کی ہم جلا میں۔ اس وقت جو ارکین یہاں موجود ہیں ان کے تیوروں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگر وہ کارخانوں، ملوں اور محلوں میں جا کر منشور کے لئے چندہ کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ کافی چندہ جمع کر لیں۔ منشور کی سوچ سے اتفاق رکھنے والے باعمل ساقیوں کو چاہیے کہ محلے محلے میں جا کر طلباء عوام اور مزدوروں سے رابطہ پیدا کریں۔ اگر آپ مزدوروں کسانوں اور طالب علموں تک پہنچ رہے ہیں تو ہمارا منشور نکالنے کا کام ہوگا اور بزم منشور بھی ویسی ہی ایک بزم بن جائے گی جیسی ترقی پسند ارمیوں کی اور دوسری انجمنیں تھیں۔ آپ یہ فیصلہ کریں کہ منشور کے لئے صحیح معنوں میں کام کرنا ہے۔ جن حالات سے ملک گزر رہا ہے ان حالات میں بی گویا الگشن رٹنے سے ہم پاکستان کی سیاست میں کوئی محتمل تبدیلی نہیں لاسکیں گے دنیا کی روایت ہے کہ حکمران طبقہ تھروں اور مظاہروں سے سمجھ بھی نہیں بٹتا۔ جس طرح جو آدمی آیا ہے وہ اسی طرح جائے گا۔ تقریروں کے ذریعے جاگیرداروں اور سامراجی ایجنٹوں کو نہیں بٹایا جاسکتا۔ ضرورت عملی کام ہے کسانوں مزدوروں کا اتحاد پیدا کرنے سے بعد ہی انکی حکومت آسکتی ہے۔ ہمارا اپنا گروہ مزدوروں کسانوں کا گروہ ہے۔ انتخابات کا موقع آتا ہے تو دوسرے طبقوں کے افراد ہم سے ووٹ مانگتے آجاتے ہیں ہمارے ووٹوں کے ذریعے جب ان طبقوں کے لوگ برسر اقتدار آجائیں گے تو پھر وہی ڈرامہ کھیلا جائے گا۔ جو بیس سال سے کھیلا جا رہا ہے۔ سرمایہ

معنوں میں، اگر وہ عوام کا آشیانہ ہوگا جس میں عوام سمجھ چین کی زندگی بسر کریں گے۔ یہی وجہ تھی کہ یہ آشیانہ حاصل کرنے کے لئے عوام نے بھرپور قربانی دی تھیں۔ مگر جس آشیانے کی توقع تھی وہ ہم کو نہ ملا۔ آج بیس سال گزرنے کے باوجود ہماری جو حالت ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ ہم نے اس صورتحال کے خلاف جدوجہد بھی کی ہے اور ابھی تک کر رہے ہیں۔ میں نے پہلی بار ورنیٹ ایرویز میں ملازمت کی وہاں ملازمت کے حالات بید خراب تھے چنانچہ مجبور ہو کر ہم نے ۱۹۴۹ء میں اور ورنیٹ ایرویز میں ہڑتال کی اس وقت مجھے مزدور تحریک سے عملی واسطہ پڑا۔ اس وقت ہم نے جو جائز ہڑتال کی تھی وہ ۲۲ دن کے بعد ناجائز قرار دے دی گئی اور ہمیں ملازمت سے علیحدہ کر دیا اس کے بعد ہمیں دوبارہ اس شرط پر ملازمت پر بحال کیا گیا کہ ہم اب یونین نہیں بنائیں گے۔ اس تمام جھگڑے میں جس کثرت نے ہماری حمایت میں رپورٹ دی اس کو بھی انتقامی کارروائی کا نشانہ بنایا گیا اور اسکا تبادلہ کر دیا گیا۔ اس وقت ہمیں سرمایہ دارانہ نظام کے ایک پرزے، اصطہانی کی طاقت کا اندازہ ہوا۔

اس کے بعد ہم خاموشی سے کام کرتے رہے اور بالآخر ہم نے ۱۹۵۳ء میں دوبارہ اپنی یونین قائم کر لی۔

۱۹۵۳ء میں جب عام گرفتاریاں ہوئیں تو قریباً ستر، اسی آدمیوں کو پکڑ لیا گیا جن میں میں بھی شامل تھا۔ پھر ۱۹۵۴ء میں مارشل لا نافذ ہوا تو ہم ایک بار پھر گرفتار کیا گیا اور درجنہ انٹرویشن ہوا۔ ۱۹۵۶ء میں حکومت نے روس نے تیل کا معاہدہ کیا۔ یہ معاہدہ امریکی سامراج کو ناگوار گذرا اور اس نے یہ خیال کیا کہ اس معاہدہ میں پاکستان کے ترقی پسند سوچ رکھنے والوں کا ہاتھ ہے۔ چنانچہ امریکی سامراج کے ایما پر ہمیں گرفتار کیا گیا ۲۲ دن کے بعد ہمیں رہا کیا گیا مگر پھر ایک مہینے کے لئے بند کر دیا گیا۔



جناب واحد بشیر اپنا کلام پیش کر رہے ہیں

ہم نے مارپیٹ اور سختیاں برداشت کیں اور تحریک کو زندہ رکھنے کا عہدہ کر لیا۔ ہمارا اعلان ہے کہ جب تک مزدوروں اور کسانوں کی حکومت نہیں آئے گی اس وقت تک مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ہم اسی یقین کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور ہماری یونین کلیدیہ منشور اسی مشن کو پورا کرنے کا بیڑا اٹھاتے ہوئے ہے۔ منشور کے ذریعے ہماری بات ہزاروں مزدوروں اور کسانوں تک پہنچ رہی ہے۔ امریکی سفارتخانہ اور بعض رجعت پرست سرکاری حکام منشور



مشیر اعظمی صاحب (نگران بزم منشور کراچی)
اپنا کلام پیش کر رہے ہیں



جناب خالد حمیدی صاحب اپنا کلام پیش کر رہے ہیں



الطاف احمد صاحب اپنی نظم
سنارہے ہیں

وقت تک کام نہیں کر سکتا جب تک مزدوروں اور کسانوں سے اپنے
آپ کو نہ جوڑے۔ یہ وقت کی ضرورت اور وقت کا تقاضا ہے جسکو پورا
کرنے کی سب سے زیادہ ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جنہوں نے خود کو بزم منشور
کی رکنیت کے لئے پیش کیا ہے۔
جناب طفیل عباس کی پرمغز تقریر کے بعد خورد و نوش کا سلسلہ شروع
ہوا۔ بے تکلفی، محبت اور یکائیت کے جذبات سے معمور، بزم منشور
کے اراکین ایک دوسرے سے ملے، متعارف ہوئے اور زیادہ قریب آئے
تمام اراکین کے عزائم ان کی نگاہوں اور گفتگو سے ظاہر تھے کہ وہ منشور
کا مشن پورا کرنے کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

دارلہجہ ہمیشہ اپنے مفادات میں دوسرے ممالک سے دوستی کرتا ہے
خواہ وہ ملک چین ہو روس ہو یا امریکہ ہو۔ بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ
اگر ہر امریکی طبقے کا مفاد اس بات میں ہو تو وہ ہندوستان سے بھی
معادہ کرے گا۔ ہندوستان ایک عرصے تک نہرو کی پالیسی کے تحت غیر جانبدار
پینے کی کوشش کرتا رہا مگر آج اس کی حالت خراب ہے اور وہ امریکہ کی گود
میں ہے۔ ہر امریکی طبقوں کے ہمیشہ اپنے مفادات ہوتے ہیں اور یہ ان ہی
مفادات کی وجہ سے ہے کہ روس نے بھی امریکہ سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ آج حالت
یہ کہ حکومت اور عوام کے درمیان کوئی رشتہ باقی نہیں ہے۔ عوام کی سوچ
منتشر ہے ان حالات میں اگر آپ کو بزم منشور کا رکن بننا ہے تو آپ کو ہر سر
علائے میں عوام کی، طلباء کی، مزدوروں کی تنظیم کرنا ہوگی۔ آپ یقیناً سیاسی
اور ادبی شعور رکھتے ہیں۔ آپ یہ بات جانتے ہیں کہ ادیب اور شاعر اس

FINIS

SUPERSONIC 20 C



New! Powerful Insecticide

for Modern Living

”بزم منشور حیدر آباد کا قیام“

ادب عید ملن پارٹی

حیدر آباد، ۲۴ فروری، کی شام کو اراکین بزم منشور حیدر آباد کا ایک اجلاس ہوا۔ اجلاس کے مختلف اراکین نے منشور اور منشور کے مقاصد پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ منشور اب صرف پی آئی اے کے محنت کشوں کا ہی پرچم نہیں رہا ہے بلکہ پاکستان کے محنت کشوں، کسانوں اور دوسرے گروہ عوام کے دلوں کی پکار بن گیا ہے۔ منشور کے پرستاروں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے، جو اس بات کا بین ثبوت بھی ہے کہ صداقت کا سونچ تارلیوں کا سینہ چیر کر اپنی تمازت سے مردہ دلوں کو گرما رہا ہے۔

اجلاس میں بزم منشور حیدر آباد کی تنظیمی کمیٹی کا انتخاب بھی عمل میں آیا نیز یہ فیصلے کئے گئے کہ بزم کے حمایتی تنقیدی اجلاس منعقد کئے جائیں گے اور ایک عید ملن پارٹی کی جائے گی، جس میں کل پاکستان بزم منشور کے نگران کے علاوہ بزم منشور کراچی کے نگران، ادارہ منشور کے اراکین نیز بزم منشور کراچی کے دیگر سرگرم کارکنوں کو شرکت کی دعوت دی جائے گی۔ اسی فیصلے کے مطابق بزم منشور حیدر آباد کی جانب سے عید ملن پارٹی کی تقریب ترقی اردو لاہوری

میں ۲۴ مارچ کو ۵ بجے شام منعقد ہوئی، جس میں اراکین بزم منشور کے علاوہ کثیر تعداد میں ادیبوں، دانشوروں، طالب علم اور محنت کش افراد نے شرکت کی، اجلاس کی صدارت جناب حسن بھوپالی نے کی۔ جناب حاجی عدیل نے مدیر منشور جناب سبط اختر اور جناب ذکی عباس کا منشور دوستوں سے تعارف کراتے ہوئے کہا کہ پی آئی اے ایرویز یونین نے سب سے پہلے یہ احسان لایا کہ ادب کسی ایک طبقے کی میراث نہیں بلکہ مزدور اور محنت کش عوام کو ادب میں ایک اہم مقام حاصل ہے اور اس مقصد کے تحت منشور کا اجرا عمل میں آیا، انہوں نے کہا منشور نے جس تحریک کا آغاز کیا اس تحریک کو چلانے والے آج ہماری صفوں میں موجود ہیں اور اسی پیغام کو ہمہ گیر بنانے کیلئے بزم کا قیام عمل میں لایا گیا۔

حاجی عدیل کے تمہیدی کلمات کے بعد حیدر آباد کے ایک منشور دوست طالب علم مقرر منیر الامام نے کہا

”منشور کائنات حیات کا وہ ستارہ ہے جس کی دمک میں زندگی کے سائے دکھ اور کھ سمٹ کر آجاتے ہیں۔ منشور کے بکھنے والے خون دل میں انگلیاں ڈبو کے داستان حیات بکھتے ہیں تو صفحہ قرطاس پر زندگی کی تمام مسکراہٹیں اور انسانیت کے تمام آنسو سمٹ کر آجاتے ہیں اور جب وہ فضا میں دل کا درد اچھلتے ہیں تو دنیا اس میں اپنے دکھ کا سراغ تلاش کرتی ہے۔

منشور جب یہ دیکھتا ہے کہ زرد جو اہر کی جھنکار میں مظلوموں کی چیخیں دگر رہ جاتی ہیں، جب غریب دن رات محنت کر کے ریشم و کجواب کے بھان بناتا ہے لیکن خود مردوسی سے مر جاتا ہے، جب کسان کے طاقتور بازو دھرتی کا سینہ چر کر خوشہ نگذم نکالتے ہیں لیکن وہ اور اس کے بچے ایک ایک دانے کیلئے سسک سسک کر دم توڑ دیتے ہیں تو وہ منشور ہی ہے جو اس ظلم کی کائنات

بقیادت کرتا ہے۔ اس وقت منشور ہی بتاتا ہے کہ زمین پر اگنے والے چیز جو تمہارے خون سے اگائی گئی وہ تمہاری ہے اور پھر مظلوم کسان تھوڑا اور درانتی لے کر ایک نئے نظام کو جنم دیتے ہیں

منشور بھائیو!

زمانہ اس بات کا شاہد ہے کہ منشور نے ہر دور میں ایک منصف کا کردار ادا کیا ہے۔ اس نے انسان کا ذہن بدلایا ہے، اس نے انسان کو انسانیت کا سبق دیا ہے۔ اس نے امن کا سویرا دیا ہے، منشور نے ہمیشہ سے غلاموں کے خلاف جنگ کی ہے۔ منشور نے انسانی ذہن کو شعور اور روشنی دی اور وہ وقت دور نہیں ہے۔ جب اس کی آواز پر ظالم کے ہاتھ مظلوم کی گردن تک پہنچنے سے پہلے ہی قلم کرنے جائیں گے۔

بزم منشور سکھر کے ایک رکن شفیق احمد نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں صرف منشور کو اس لئے سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ اس میں اگر عورت کی تصویر بھی چھپی ہے تو وہ بھی بندوق لئے ہوئے نظر آتی ہے جنگ کے شعلے خواہ کہیں بھڑک رہے ہوں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ منشور بلا کسی مصلحت پسندی اور خوف و خطر کے مظلوموں کی حمایت میں آواز بلند کرتا ہے، منشور اڈل تا آخر عوام کی زندگی اور اس کے مسائل کا آئینہ دار ہوتا ہے اور ان کے دکھ درد کی بات کرتا ہے، منشور میں نہ تو ادبی نظر آتا ہے نہ سہگل نہ اصفہانی بلکہ مزدور کسان طالب علم، کلرک اور حریت پسند عوام نظر آتے ہیں جبکہ دوسرے اخبارات و رسائل بھانت بھانت کی بولیاں بولتے نظر آتے ہیں، انہوں نے یقین دلایا کہ منشور پر اگر کوئی برا وقت آیا تو میں اس راہ میں سینہ سپر ہو کر اس کی حفاظت کروں گا۔

بزم منشور کراچی کے نگران شہر اعظمی نے کہا کہ آپ شاید مجھے اجنبی محسوس کر رہے ہوں لیکن میں آپ کی صفوں میں اپنے کو قطعی اجنبی محسوس نہیں کرتا کیونکہ میں سب سے زیادہ اہمیت ذہنی و فکری رشتہ کو دیتا ہوں، جس میں ہم تمام منسلک ہیں انہوں نے کہا کہ سرمایہ دارانہ نظام میں ہر چیز طبقہ کی ملکیت ہوتی ہے اور اسی طبقے کے مفاد کیلئے استعمال کرتی ہے، منشور محنت کش طبقے کا نامزدہ اور حیات دکائات کا ترجمان ہے وہ دھکی انسانیت کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور خوشحال زندگی کی راہیں دکھاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ رجعت پسند جماعتیں اور سرمایہ داروں کے ایجنٹ بوکھلا گئے کہ کہیں نیا بگڑ نہ جائیں کہ کہیں ذہن منقلب نہ ہو جائیں۔ کہیں سماج بدل نہ جائے اس لئے منشور کو بند کر دیا جائے، اور اگر ہو سکے تو ان کے نکالنے والوں کو بھی لیکن آپ نے دیکھا کہ اندھیروں کے پرستاروں نے جب اجالوں کی راہ روک سکی چاہی تو یہ اجالوں کو کیا روک سکتے، خود اندھیروں میں دفن ہو گئے۔

جمعہ ازاں بزم منشور کے نگران اعلیٰ ذکی عباس نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مضرب زباں سے ذہن کے پتھر ڈال دے اور وہ تمام باتیں کہوں جو تحریری طور پر شاید نہ کر سکوں مجھے منشور کی تاریخ پر روشنی ڈالنے کی اجازت دیجئے۔ جس وقت منشور کا اجرا ہوا تھا اس وقت ماہیو کا جذبہ یہ تھا کہ منشور بلا کسی قیمت تقسیم کیا جائے تاکہ یہ ان لوگوں تک بھی پہنچ سکے جو ایک پیسہ بھی دینے کی سکت نہیں رکھتے یہی وجہ تھی کہ منشور جب پہلی دفعہ جہازی سائبرنگلا تو اس کی قیمت کے آٹے صفر صفر لکھے ہوئے تھے۔

لیکن جب دوسرے شمارے کیلئے ہم اشتہار لینے لگے تو ہمیں بغیر قیمت پرچہ

افریقے جانشاؤں کے نام

کالی کالی چڑی والے پیارے پیارے لوگو!!

تمہاری جاننازی، دلیری، جرأت و حریت پسندی ساری دنیا کے لئے مشعلِ راہ ہے! ہم تمہیں سلام عقیدت پیش کرتے ہیں کہ تم نے ظلم و دہریت، نا انصافی، حق تلفی دھاندلی اور لوٹ کھسوٹ کے اندھیاردوں میں اپنے لہو سے چراغِ حق روشن رکھے ہیں، تمہاری جاننازی، تمہاری شناساوری، تمہاری جرأت اور حریت پسندی ہمارے لئے باعثِ صرافتِ اُچھے ہے!! آج ہماری آنکھیں نم نہیں ہوں گی، ہمیں تم سے جلاوطنی کا قلق نہیں، صدمہ نہیں۔ کیونکہ — تم امر ہو گئے ہو نا!! شہید تو امر ہی رہتے ہیں، شہید تو جادواں ہو جاتے ہیں۔ حق و صداقت اور انصاف کا پرچم سرخ بلند رکھنے کیلئے دار و رس کی آزمائش تو پیش آتی رہی ہے، افریقی جانشاؤ!! حق و انصاف کی سر بلندی اور آزادی کے متوالے مسکراتے ہوئے خود اپنے ہاتھوں زہر کا پیالہ بھی پی جاتے ہیں، گولیوں کی بارش کے مقابل سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں شہید سا تھیو!!

انسانیت کے دشمن، خود غرض، سامراجی عناصر۔۔۔ حق و انصاف کی شعیں بجھانے کیلئے کیا کیا جتن نہیں کرتے۔ مگر لہو تو بھر لہو ہے نا! اگر تلہے تو جسم جاتا ہے اور بھرے لہو لہو ہے اسے چلبے جتنا عام کریں لہو کو حاصلِ فصل بہتار ہوتا ہے

روشنی کے مینارو!!

تمہاری جاننازی رائیگاں نہیں، اس نے تو عوم اور کر دئے ہیں، ریشیا ہو یا انگولا، موزمبیق ہو یا۔۔۔ جیالوں کی سر زمین دیت نام، اب ساری دنیا میں بیداری کی ایک نئی لہر دوڑ رہی ہے۔ ایشیا، افریقہ، لاطینی امریکہ، سارے زمانے میں سوئے ہوئے شیر میدان ہو رہے ہیں، اندھیاردوں میں سرخ سورج اپنی کرنیں پھیلا رہا ہے، صدیوں سے ظلم و جبر اور غلامی کے بوجھ تلے سکے ہوئے مزدوروں و مظلوم جاگ رہے ہیں

وہ صداقت کے جانشاؤ!!

”کاغذی شیر“ خود اپنی ہی دہکائی ہوئی چوگالیوں کی نذر ہوئے ہیں، بس اب مظلوم ظالم سے، مجبور جاہل سے، متغیر قہر سے اور مزدور محنت کا استحصال کرنے والے — ذلیل مرہایہ داروں سے — ٹکڑانے والے ہیں اس سب کے تمہاری جانشاؤ، قربانی اور سرفروشی نے ان کے عزائم کو اور بھی بلند کر دیا ہے، اور بھی سوا کر دیا ہے اور اب ہم سے انتقامِ عجم و الم لیں گے زندگی کو بدل کے دم لیں گے مر گئے تو فضا کے گیتی کے ذرے ذرے میں ہم جنم لیں گے

افریقی شہید سا تھیو!!

تمہارے معصوم، بے گناہ، جھکے ہوئے چہرے ہمارے ذہنوں میں اک نئی لہر دوڑا رہے ہیں اور اب ہمارا یہ عزم ہے کہ

ہم اس لہو کا خراج لیں گے!

شہید جانشاؤ!!

ہم تمہیں سلام عقیدت پیش کرتے ہیں کہ تم بہت عظیم ہو، تم امر ہو! تم جادواں ہو! تمہیں ہمارا سلام۔ تمہیں ہمارا سلام!!

ذکا لٹنے کے خیال پر نظر ثانی کرنا پڑی۔ کیونکہ مفت کی بات تو صرف جذبات پر مبنی تھی۔ جس کے سہارے ہم زیادہ آگے نہیں بڑھ سکتے تھے، اشتہارات کے حصول میں ہمیں کافی دقتوں اور ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، ساتھ ہی ساتھ منشور کی اشاعت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور اب پندرہ ہزار سے زیادہ اشاعت ہو چکی ہے، اشاعت کے ساتھ ساتھ خزانے میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور اب ہم منشور کی مزید اشاعت نہیں بڑھا سکتے لہذا منشور دوپہ سے رشتہ جوڑنے کیلئے بزم منشور کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، تاکہ اراکین بزم منشور، منشور کے پروگرام کو آگے بڑھا سکیں۔

انہوں نے کہا کہ مقدس نام رکھ لینے سے کسی میں تقدس نہیں آتا یہی وجہ ہوئی کہ رسوائے زمانہ تنظیم جماعت اسلامی اپنے گھناؤنے عزائم کے ساتھ منشور اور ایڈیٹریل بورڈین پی آئی اے پر حملہ آور ہوئی لیکن وہ ان تمام حرکتوں کے باوجود بورڈین کے الیکشن میں اپنا ایک بھی نمائندہ منتخب نہیں کر سکی کیونکہ سورج کی کرنوں کو کسی صورت میں چھپایا نہیں جاسکتا۔ لیکن اس کے بعد بھی وہ اپنی پھر حرکتوں سے باز نہیں آئی اور اب بھی کسی نہ کسی صورت سے درپے آزار رہتا ہے۔

سا تھیو، منشور اور بزم منشور تو ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے عوام تک پہنچنے اور رشتہ جوڑنے کیلئے آئے ہم چھوٹی چھوٹی تنظیموں کے بجائے ایک ہم گیر تنظیم بنائیں اور ہمارے کم سے کم مقاصد سامراج اور سرمایہ دار جاگیر دار دشمنی ہوئے چاہئیں۔

مدیر منشور مسبط اختر نے کہا کہ منشور کا حجم و درجہ ایک نظریہ ہے آپ بھی منشور اسی لئے پڑھتے ہیں کہ اس میں آپ کا اپنا نظریہ ہوتا ہے آئیے اس نظریے کو عام کریں اور تمام مخالفین کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کریں اور منہ توڑ جواب دیں۔

آخر میں صدر تقریب جناب محسن بھوپالی نے فرمایا کہ

جس طرح آپ کو ملک کے نمائندہ ادبی اور اجتماعی پرچے منشور کی محبت لے آئی ہے اسی طرح جب مجھے پتہ چلا کہ بزم منشور بنائی جا رہی ہے تو میں نے بھی لیک کہا آج جبکہ ہمارے ملک میں کمرشیل ادب پیدا ہو رہا ہے اور سی آئی اے کے مقاصد کو پورا کیا جا رہا ہے، صرف منشور ہی ایسا پرچہ ہے جو اس آلائش سے پاک ہے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں اور کس کے لئے لکھ رہے ہیں تو آدھا مسئلہ ختم ہو جائے گا اور ایسی ہی صورت میں صحت مند تخلیق صرف فرط اس پر ڈھلے گی۔

منشور بلا تخصیص مذہب خصوصاً پاکستان اور پوری دنیا کی ذہنی رہنمائی کر رہا ہے، اس کے صفات میں ہمارے دل کی دھڑکنیں شامل ہوتی ہیں، دیت نام کے مضامین پڑھ کر عزائم، امنڈ آتے ہیں اور ہم اپنے کو عظیم عالمی انسانی برادری میں شامل پاتے ہیں جو ظلم کے خلاف ہے، انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ بزم منشور ایک ایسی روشنی ہے جو ستارے کی مانند ہے اور بہت جلد مکمل کی جگہ لے لیگی

بعد ازاں ایک شعری نشست ہوئی جس میں احمد ضیاء۔ انور کیف

سلیم زاہد صدیقی۔ تنویر الامام۔ حاجی عدیل۔ شبیر اعظمی اور محسن بھوپالی نے اپنا کلام عطا فرمایا۔

ہمارے ملک میں مذہب کو ناجائز طریقہ سے اور اپنے کروہ سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا ٹھیکہ اس غیر اسلامی جماعت نے لے رکھا ہے جو لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنا نام بھی جماعت اسلامی رکھے ہوئے ہے۔ مذہب کے نام پر عوام کو دھوکہ دینا، مگر اکہ رنا، اور ہر وقت اپنے امریکی آقاؤں کے اشاروں پر نچتے ہوئے ان کے سامراجی مفادات کی نگرانی کرتے رہنا جماعت اسلامی کے بنیادی اصول ہیں۔ یہ سامراجی وظیفہ خوار جماعت مذہبی فریب دیکر عوام کو سامراج اور ملکی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے ہاتھوں مستقل لٹے رہنے کی تلقین کرتی ہے۔ اس لوٹ کھسوٹ کو یہ سیاسی مداروں کی جماعت صرف اتنا کہہ کر جانز قرار دیتی ہے کہ خدا نے جب کو جس طرح پیدا کیا ہے اسی طرح اسے رہنا چاہیے دنیا کے مظلوم اور محکوم عوام کی سامراجی جارحیت اور لوٹ کھسوٹ کے خلاف جدوجہد آزادی جماعت اسلامی کے نزدیک محض اس لئے قابل مذمت ہے کہ وہ امریکی سامراج کے خلاف ہے جو دنیا بھر میں مذہب کا دفاع کر رہا ہے جماعت اسلامی اس کو ارض کے مختصر مگر عظیم ملک ویت نام کے عظیم ترین انقلابی عوام کی جدوجہد آزادی کو ہمیشہ سے طنز و دشنام اور مذمت کا ہدف بناتی رہی ہے کیونکہ ان کے خیال میں ویت نام میں امریکہ مذہب کے دفاع کے لئے لڑ رہا ہے۔ جماعت اسلامی کے نزدیک سامراجی لوٹ کھسوٹ، اور ظلم و بربریت کے خلاف آواز اٹھانے والے سرخ عناصر ہوتے ہیں۔ ہم ہمیشہ لوگوں پر یہ واضح کرتے رہے ہیں کہ جماعت اسلامی کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور امریکی سامراجیوں کی ناجائز اولادوں پر مشتمل یہ سیاسی ٹٹوں کی ڈپٹی جماعت اسلامی مذہب کا نام محض اپنے آقاؤں اور سرپرستوں کے مفادات کا تحفظ کرنے کی غرض سے استعمال کرتی رہی ہے۔ اس بات کے لئے عوام کی وہ عظیم اکثریت گواہ ہے جو بے غفل خدا کے مسلمان ہیں اور جماعت اسلامی کو بجا طور پر غیر مسلموں کی جماعت سمجھتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود کچھ سادہ لوح اور سیدھے سادھے لوگ ابھی تک اس فریب میں مبتلا ہیں کہ

- جماعت اسلامی ایک مذہبی جماعت ہے۔
- جماعت اسلامی امریکی سامراج کی ایجنٹی نہیں کرتی۔

ہمیں اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ ان چند سادہ لوح اور سیدھے سادھے لوگوں کو اس فریب سے نکالنے کا کام خود جماعت اسلامی کرتی رہتی ہے۔ ہم جماعت اسلامی کے بھی بہت مشکور ہیں کہ ہماری گونا گوں مشکلات اور مصروفیات کے پیش نظر اس نے ہمارے کام کو آسان کر دینے کا بیڑہ اٹھا لیا ہے اپنے رسائل میں ایسی چیزیں بہت واضح اور غیر مبہم انداز میں پیش کرتی فرس کر دی ہیں جن سے ہمارے ان مذکورہ دوستوں کی خوش فہمی ختم ہو جائیگی اس قسم کی تمام چیزیں جو محض اس درجہ سے چند لوگوں تک محدود رہ جاتی ہیں کہ عام لوگ جماعت اسلامی کے نام سے نفرت کرنے کی وجہ سے انہیں دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ہم جماعت اسلامی کو اپنی طرف سے پورا پورا یقین دلاتے ہیں کہ ہم جماعت اسلامی کی اس قسم کی تمام تحریریں پاکستان کے کروڑوں عوام کے مقبول ترین رسالہ منشور کے ذریعہ عوام تک برابر پہنچاتے رہیں گے تاکہ مذہب کا مقدس نقاب سے پیچھے عوام وہ مکروہ، گھناؤنے، تعفن آمیز، ملک دشمن، مذہب دشمن، عوام دشمن، سامراج نواز، امریکہ دوست اور استعمار پرست چہرے بچان لیں جو اس ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں دیکھ سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے ہیں۔

آئیے اب ہم اپنے چند سادہ لوح اور سیدھے سادھے دوستوں کو خود جماعت اسلامی کو اپنے آئینے میں اس کے مکروہ خدوخال دکھائیں۔

لاہور سے جماعت اسلامی کا ایک ہفت روزہ رسالہ "ایشیا" نکلتا ہے جسے

بارے میں ہمارے کچھ دوستوں کا خیال ہے کہ اسے امریکی سی آئی اے سے امداد نہیں ملتی ہے۔ ہمیں اپنے ان دوستوں کے اس خیال سے کوئی بحث نہیں کرنی ہے ہم تو صرف ہفت روزہ ایشیا کو مبارکباد پیش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کس خلوص نیت اور سچے دل کے ساتھ اپنی جماعت اسلامی کو مذہب دشمن اور سامراج دوست پالیسیوں کو عوام تک پہنچانیکی سرکردہ، کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا ابھی گذشتہ دنوں امریکہ کے ایک رسالے "سائنس ڈائجسٹ" نے اپنے شمارہ میں پیغیلا سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرضی تصویر شائع کر کے نہ صرف پاکستان بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شدید مجروح کیا تھا۔ لاہور سے عوام کیونکر ستمبر ۱۹۶۵ء میں امریکہ کی "دوستی" سے براہ راست اور شدید طور پر متاثر ہو چکے ہیں اس لئے امریکہ کے خلاف ان کی نفرتوں میں شدت کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ لاہور کے طلباء نے امریکی رسالہ کی اس ذلیل اور شرمناک حرکت کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جماعت اسلامی جو ایک مذہبی جماعت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اس موقع پر امریکی رسالہ کی اس حرکت کے خلاف ایک ملک گیر مہم چلا کر عوام کے ان شکوک و شبہات کو دور کر دیتی جو اس کے جھوٹے مذہبی پروپیگنڈے کے پیچھے اس کی سامراج نواز پالیسی کی وجہ سے پیدا ہو چکے ہیں مگر ایسا نہیں ہوا۔ جماعت اسلامی کے لئے یہ بڑے امتحان کا وقت تھا۔ ایک طرف عوامی جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے امریکی رسالہ کی اس اسلام دشمن حرکت کے خلاف شدید احتجاج کر کے عوام کے دلوں سے کدورت دھونا۔

دوسری طرف امریکی رسالہ کے اس شرمناک سوچے سمجھے اقدام کی یلپا لوتی کر کے اپنے سامراجی آقاؤں کی خوشنودی برقرار رکھنا۔

- ایک راستہ اختیار کر کے جماعت اسلامی کو ہمیشہ کے لئے عوامی احساسات و جذبات کی ترجمانی کرنیکا فیصلہ کرنا یا ٹاٹا اور اپنے امریکی آقاؤں کی طرف سے ملنے والی ساری امداد و رعایتوں سے دست بردار ہونا یا ٹاٹا

دوسرا راستہ اختیار کر کے اپنے سامراجی آقاؤں سے ملنے والی امداد و اعانت کو مزید بڑھایا جاسکتا تھا۔

چنانچہ جماعت اسلامی نے اس امتحان میں وہی فیصلہ کیا۔ وہی راستہ اختیار کیا جس پر جماعت اسلامی کے امیر مودودی بادرے لیکر ایک عام غلطے سے ناکارکن تک سب ہی گامزن ہیں۔

یعنی عوام کے صحیح مذہبی جذبات و احساسات کی انتہائی گھناؤنے انداز میں مذمت کر کے اپنے امریکی مانی باپ کو خوش کرنا اور اس طرح اپنے وظیفوں میں اضافہ کرانے کے لئے راہیں ہموار کرنا۔

چنانچہ پاکستان کے اسٹالن گراڈ لاہور کے عظیم سامراج دشمن اور محب وطن عوام کے اپنے مذہبی جذبات کے اظہار کی ہفت روزہ ایشیا نے جس طرح مذمت کی ہے وہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

ہفت روزہ ایشیا لاہور مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۶۸ء

صف ۵ نیل و نبار

ہمارے ہاں بعض سیاسی عناصر ایسے ہیں جو ہر وقت مذہب کو آرائی اور منگامہ پروری کی مہم میں لگے رہتے ہیں پاکستان میں رہتے ہوئے وہ اس کی نظریاتی اساس سے زیادہ کچھ دوسری ہی قدروں سے پیار کرتے ہیں۔ انہیں وہ سرخ جنت عزیز ہے جس میں چین اور روس

کے عوام، چین، کی بانسری بجا رہے ہیں انکا ہدف امریکہ اور ان کی منزل مقصود دیت نام کی جنگ آزادی ہے۔ کیا پاکستان کے اپنے مسائل نہیں کہ ہم امریکہ دشمنی کو اپنا شعار بنا کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جائیں۔ اور خود اپنوں کے گلے دبانے لگیں؟

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ اپنے سچے مذہبی جذبات کا اظہار کرنے والے سرخ غلام، کہلاتے ہیں جماعت اسلامی کے سرپرستوں کے خلاف آپ کوئی بھی احتجاج کریں آپ سرخ غلام کہلائیں گے خواہ آپ اپنے مذہبی جذبات کا اظہار کر رہے ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ عوام امریکہ سے اس قدر متنفر ہیں کہ اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے کہیں اس کا نام بھی لکھا ہوا دیکھ لیں تو اپنے مشعل جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ یہی احتجاج جماعت اسلامی کے نزدیک انتہائی قابل تعریف ہو سکتا تھا اگر مظاہرین بنگ آف امریکہ پر دھاوا بولنے کے بجائے چینی سفارت خانہ پر دھاوا بول دیتے۔ اس ناکام کینیڈا کی بات سے کوئی دلچسپی نہیں کہ پاکستان اور پاکستانی عوام کا دوست کون ہے اور دشمن کون ہے۔ اس کو تو اپنے مرغ و مرغی سے غرض ہے اسی کے ساتھ ساتھ ہفت روزہ ایشیائے لاہور کے ایک اور مظاہرہ پر بھی اپنے دلی افسوس کا اظہار کیا ہے جو دیت نام کے عوام کی امریکہ کے خلاف حالیہ فتوحات کی خوشی میں کیا گیا تھا۔ اس مظاہرہ کا درونک نقشہ ہفت روزہ ایشیائے لاہور نے اس طرح کھینچا ہے۔

بھر دوسرے دن بھی ہم نے دیکھا کہ سرخ پرچم اٹھائے ہوئے کچھ منجیلے طالب علموں کے حلقوں کی قیادت کر رہے ہیں اور امریکی کنو دیت نام چھوڑ دو۔ دیت نام زندہ باد۔ کے نعرے قدم قدم پر بلند ہو رہے ہیں۔ میں نے شاہ عالمی پر کھڑے ہوئے طالب علموں سے انکی اسٹرائیک کا مقصد دریافت کیا تو ایک نے بتایا کہ امریکہ کی دیت نام میں جو بٹائی ہو رہی ہے اس کی خوشی میں ہم سڑک پر نکل آتے ہیں اور ساتھ ہی اس نے امریکی جارحیت مردہ باد کا فلک شکاف نعرہ بلند کیا۔

مندرجہ بالا اقتباسات کو دیکھ کر ذرا یہ سوچئے کہ اس میں جماعت اسلامی کے چراغ پا ہونے کی کیا وجہ ہے۔ آپ اسے اس طرح نہیں سمجھیں گے۔ یہ فرض کیجئے کہ امریکی رسالہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذہنی تصویر اشاعت کے خلاف یا دیت نام کے سلسلہ میں جماعت اسلامی کو کوئی مظاہرہ کرنا ہے۔ پھر آپ آنکھیں بند کر کے، جماعت اسلامی کے پورے سیاسی کردار کا تصور کرتے ہوئے اس مظاہرہ کا نقشہ اپنے ذہن میں تیار کیجئے مجھے یقین ہے آپ کا اپنے ذہن میں تیار کیا ہوا وہ نقشہ صدی صدی کے مطابق ہوگا۔

۱۔ میر جماعت کی قیادت میں یہ مظاہرہ سراسر اخلاقی اور دینی نوعیت کا ہوگا اور سیدھا چینی سفارت خانہ اور پاک چینی دوستی کی انجمن پر دھاوا بول دے گا۔ اس مظاہرہ میں یہ نعرے لگائے جائیں گے۔

۲۔ دیت نامی کنو دیت نام چھوڑ دو۔ دیت نام مردہ باد ہم سارا جاتے ہیں۔ جانن زندہ باد۔ چینی مردہ باد اور امریکہ زندہ باد۔

اور جب آپ کسی طالب علم سے اس مظاہرہ کی وجہ پوچھیں گے تو وہ بتائے گا کہ۔

دیت نام میں امریکہ دیت نامیوں کی جو بٹائی کر رہا ہے اس کی خوشی میں ہم سڑکوں پر نکل آتے ہیں اور ساتھ ہی وہ دیت نامی جارحیت مردہ باد کا فلک شکاف نعرہ بلند کر لگا

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ اور یہی ہے جماعت اسلامی کا اصلی کردار۔

ذرا آپ اس درد اور کرب پر غور فرمائیے جو اس تحریر کے کھنڈے والے دل میں چھپا ہوا ہے۔ پاکستان کی نظریاتی اساس کی بات کرنے والا رسالہ اس بدنام زمانہ سیاسی جماعت سے متعلق ہے جس نے روز اول سے ہی تحریک آزادی اور قیام پاکستان کی جدوجہد کی شدید مخالفت کرنا اپنا بنیادی نصب العین بنایا ہوا تھا اور جو غلامی کے دور میں برطانوی سامراج کی آوازیں آواز ملا کر تحریک آزادی کے جیائے کارکنوں کی خدمت کرتی رہتی تھی۔ اور بعد پاکستان کے قیام کے بھی پاکستان کے دشمن نمبر ایک یعنی امریکی سامراج کی پاکستان پر گرفت مضبوط کرنے میں ہاتھ بٹاتی رہتی ہے۔ ذرا آپ ایک بار پھر ان الفاظ پر غور فرمائیے۔

ان کا ہدف امریکہ اور ان کی منزل مقصود دیت نام کی جنگ آزادی ہے۔

یعنی اس غدار وطن جماعت اسلامی کو شاید شکایت یہ ہے کہ پاکستانی عوام کا ہدف

• امریکہ کیوں ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر چین کیوں نہیں ہوتا اور انکی منزل مقصود

دیت نام کی جنگ آزادی کیوں ہوتی ہے یا بالفاظ دیگر انڈونیشیا میں ہونے والی امریکی سی آئی اے کی سازش انکی منزل مقصود کیوں نہیں ہوتی؟

جماعت اسلامی کی یہ شکایت ہم عوام تک پہنچائے دیتے ہیں۔ عوام خود اسکو اس شکایت کا منہ ٹوڑ جواب دیں گے۔

اب ذرا اور آگے چلتے۔ امریکی رسالہ سانس ڈائجسٹ کے اس شرناک اور مسلم دشمن اقدام کے خلاف لاہور کے جیائے حب وطن اور مسلمان طلباء کے شدید احتجاج پر ہفت روزہ ایشیائی قدر مفک کہ خیز مشورہ دیتا ہے۔

یہ احتجاج سراسر اخلاقی اور دینی نوعیت کا ہونا چاہئے تھا۔

ذرا غور فرمائیے اخلاقی اور دینی نوعیت کا درس کس کو دیا جاتا ہے۔ ہم امریکی دلاؤں کی اس ٹولی سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ اخلاقی اور دینی درس کبھی آپ نے اپنے امریکی آقاؤں کو بھی دیا۔ وہ سیدھے سادے امن پسند اور مذہبی جذبہ سے سرشار لوگوں کے نازک ترین احساسات اور جذبات سے جس طرح چاہیں کھیلے رہیں۔ انہیں ہر قسم کی آزادی لیکن دل پر ننگے دلی اس چوٹ کا اظہار کرنا گناہ۔ یہ دینی اور اخلاقی درس ہمیشہ مظلوموں اور کمزوروں کیوں دیا جاتا ہے ظالموں اور جاہلوں کو یہ درس کیوں نہیں دیا جاتا۔ یہ امریکی زرخیز جماعت اسلامی ہمیں یہ بتائے کہ

امریکی کی طرف سے ایک بار نہیں سینکڑوں بار کسی نہ کسی قسم کی ایسی حرکت ضرور کی جاتی ہے جس سے ساری دنیا کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں مگر ایسی حرکت کرنے والوں کو کبھی اخلاقی اور دین کا سبق کیوں نہیں پڑھایا جاتا۔؟

اس کے خلاف اپنے سچے مذہبی جذبات کا اظہار کرنے والوں کے لئے

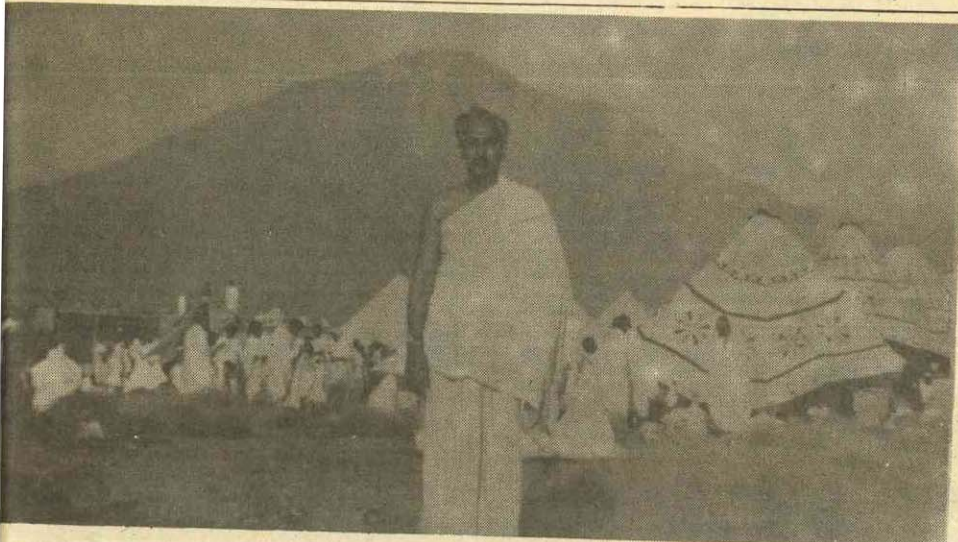
ہی یہ اخلاقی اور دینی سبق لیکر آپ کیوں دوڑ پڑتے ہیں۔؟

ہفت روزہ ایشیائی ان مظاہروں کے سلسلہ میں غریبہ کھتا ہے۔

۵۔ ارفوری کو ہم نے دیکھا کہ کالج کے نوجوانوں کے مذہبی جذبات کو برا بھلا سمجھتے ہوئے کچھ سرخ غلام انہیں لیکر بنگ آف امریکہ پر دھاوا بولنے پہنچ گئے۔

طویل عباس صاحب اور محمد عالم صاحب نے فریضہ حج ادا کیا

۱۸



کراچی (شمارہ منشور) ایڈیٹر ایمپلائز یونین پی آئی اے براچ، اور کراچی مزدور مرکزی مجلس کے صدر جناب طفیل عباس فریضہ حج ادا کرنے کیلئے جدہ تشریف لے گئے تھے، موصوف حج کر تھکے بعد مقامات مقدسہ کی زیارت کر چکی عرض سے بخیر ادھی گئے تھے۔ فریضہ حج اور زیارت سے فارغ ہو کر آپ بخیریت تمام ۲۳ مارچ کو کراچی پہنچ گئے۔ یونین کے کارکنان اور عہدیداران نے پرچوش انداز میں خوش آمدید کہا۔



کراچی (شمارہ منشور) ایڈیٹر ایمپلائز یونین پی آئی اے براچ کے سینئر نائب صدر محمد عالم فریضہ حج ادا کرنے کی غرض سے جدہ روانہ ہوئے۔ عالم صاحب حج کرنے کے بعد ۱۸ مارچ ۶۸ء کی شام کو کراچی واپس پہنچ گئے۔ واپسی پر یونین کے کارکنوں نے پرچوش انداز میں استقبال کیا۔



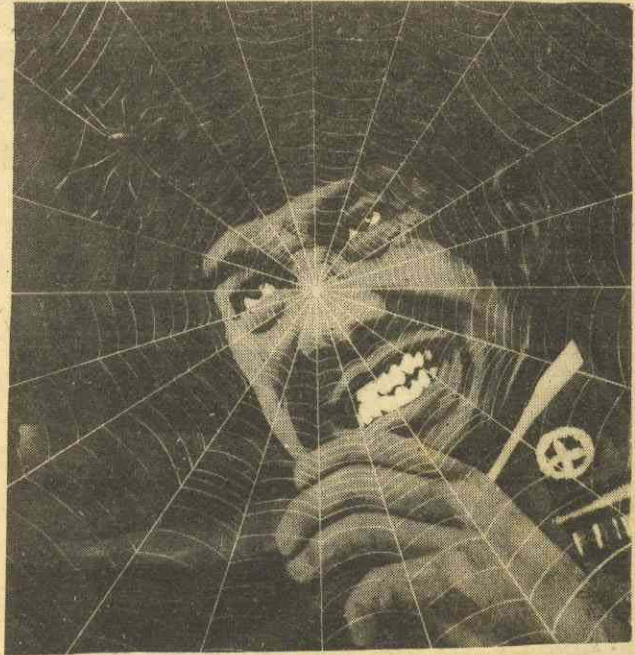
یونین کے نائب صدر محمد عالم صاحب حج کے لئے روانگی کے وقت یونین کے کارکنوں کے ساتھ

سوئیکار نو

انڈونیشیا کا معاہدہ قطع

سوئیکار نو کی ذات ابھی قصہ پام نہ نہیں ہوئی یہ کل ہی کی بات ہے کہ دو سالہ کچھ دنوں میں آنکھیں ڈال کر جبر و استبداد کی قوتوں سے بچنے والا تھا۔ ابھی دنیا یہ بھی نہیں بھولے کہ سوئیکار نو نے کس طرح نوآبادیاتی طاقتوں کا کسی کچلے کر اپنے ملک کے لیے آزادی اور خود مختاری حاصل کی تھی یہ بھی یاد ہے کہ ستمبر ۱۹۶۵ء میں جب امریکی ساکراج کے اٹھائے پر اس کے حاشیہ پر امریکہ کے ہاتھ تھے ہمارے پاک کے زمین کے طرز آنکھ اٹھائے تھے تو انڈونیشیا کے اسے فرزند سوئیکار نو نے ہمارے حمایت میں اپنے گرد بار آواز بند کی تھیں۔ بلندی کے پتھ کے داستانوں سے بھرے پڑے تھے آج سوئیکار نو اسے جگہ نظر نہیں آتا جہاں سے گرج گرج کو اس نے سالہ کے بوسیدہ ایوانوں کے بنیادیں ہلا ڈالے تھیں مگر جب تک تار بجے زندہ تار بجے کاملاً مضبوطی والے گھر گھر ان اور ان کو الٹے رہیں گے جو سوئیکار نو کے قیادت میں انڈونیشیا کے تحریک آزادی کے کسے کامیابی اور کامیابی کے نشانات ثبت ہیں۔

ذیل میں اسے عظیم سوئیکار نو کے چند نوشتہ سوانحہ عرصے کے چند منتخبہ اوراق ہیں جو قسط و ادیشے کے جاریہ ہیں۔ (۱۰۱)



یکم اپریل کو امریکنوں نے ادکی ناوا پر قبضہ کر لیا۔ ۲۹ اپریل کو شاہ جاپان نے انڈونیشیا کی آزادی کے لئے ایک عجیبی قائم کردی، اسات می کو خبر منی نے ہتھیار ڈال دیے اور ۲۹ مئی کو جکارٹہ میں انڈونیشی عوام کی آزادی کی انتظامی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا اس میں تمام جزیروں کے وہ تمام قوم پرست شریک ہوئے جن کا انتخاب سوئیکار نو نے کیا اور حکومت جاپان نے منظوری دی تھی۔ اس جلسے کے بارے میں سوئیکار نو لکھتے ہیں۔

یہ سب قوم پرست اپنے ساتھ اپنے منصوبے کے آگے تھے اور ان سب لوگوں نے قبل از وقت ہی خاصی تیاری کر لی تھی اور مصیبت یہ تھی کہ ان میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے سے مشورہ نہ کیا تھا۔ ان میں جاوا کے مٹرا بھی تھے سائر کے تاج بھی اور دوسرے جزیروں کے کسان بھی تھے اور ان میں کوئی متحدہ بات نہ تھی دو پہر ایک بجے سے شام پانچ بجے تک اسلامی گروپ علیحدہ اپنا اجلاس کرتا قوم پرست گروپ جدا مذاکرات کرتا، اذاتی حکومت نے حامی الگ ملاقات کرتے اور وہ لوگ جو یہ سوچتے تھے کہ انڈونیشیا کی حدود دراصل وہی ہیں جو پہلے ولندیزی جزیروں میں تھیں انہی علیحدہ ایک حلقہ بنا چکے تھے، ایک عجیب سی بات تھی آپس میں کو بھی متفق نہ تھا اور تین دنوں تک انڈونیشیا مردیکا کے بنیادی اصولوں پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ اور جس دن مجھے تقریر کرنی تھی اس سے پہلے تمام رات میں اپنے باغ میں ٹہلتا

رہا۔ بالکل تنہا میری نظریں آسمان پر تھیں۔ اور اگلے دن صبح نو بجے پھر مجھے معمول کے مطابق وہاں جمع ہونے ہال میں ٹولیکس پڑی تھیں ہر ایک پر کسی نہ کسی شریک ہوئے کا نام لگا ہوا تھا تلاوت ہوئی اور اس کے بعد میں سنگ مرمر کے بنے ہوئے اوپن پلٹ فارم کی طرف بڑھا اور چھوڑ دے پڑے ستونوں کے درمیان میں اس جگہ کھڑا ہوا جہاں کبھی گورنر جنرل کھڑا ہو کر پارلیمنٹ کا افتتاح کرتا تھا اور پھر میں نے وہاں کھڑے ہو کر اپنے پانچ اصولوں کو ظاہر کیا "قومیت، بین الاقوامیت، جمہوریت، عدل، اجتماعی اور خدا کے وعدہ شریک پر اعتماد" میں نے ان پانچوں اصولوں کی تشریح کی میں بول رہا تھا بولتا رہا۔ یوں ہال

میں ایک بھی آواز نہ سنائی دی ایک سستا پھیل چکا تھا اور میری آواز گونج رہی تھی۔ حدیث میں لکے ہوئے پنکھوں کی آواز بھی نہ معلوم کہاں جا سکتی تھی اور میرے بھائیوں اور میرے رفیقوں کی آنکھوں میں ستارے جھلک رہے تھے۔ ایک گھنٹے کی یہ تقریر میں نے ان الفاظ پر ختم کی کہ "پنج شہلا کو آپ بھیلایں تو اس کے لوگوں نے بڑے پرجوش انداز میں میری بات کو سراہا۔ کان پڑا اور سنائی دیتا تھا تمام متروکین اور غلامانہ اپنی نشستوں سے پرجوش انداز میں اٹھ گئے۔ اور انہوں نے میرے فلسفہ مملکت کو تبول کر لیا تھا۔ لیکن اس حال کا ایک گوشہ ایسا بھی تھا جہاں کوئی خوشی نہ تھی یہ لوگ بہت ناگوار آدمی محسوس کر رہے تھے۔ یہ جاپانی تھے۔ میں نے انکے کھینچوں سے اس گوشے کی طرف دیکھا۔

میں نے اپنی تقریر میں ایک مرتبہ بھی ان کے دیوتا ان کے شہنشاہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اشارہ نہ کیا تھا میرے الفاظ میں سے ایک لفظ بھی شاہ جاپان کی شان اور توصیف میں نہ نکلا تھا۔ میں نے ان کی حکومت کے مٹورے کو قبول نہ کیا اور حد تو یہ ہے کہ میں نے اپنی تقریر میں اس بات کا بھی اظہار کر دیا تھا کہ میں شہنشاہ کا مخالفت ہوں۔ میں نے کہا تھا

"میرے مسلمان ہوں۔ اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے جمہوریت پسند بھی ہوں" مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ جاپانی میری اس تقریر پر بہتم تھے میں اپنے اصولوں کا پاس نہ تھا۔ میں اس اعتماد کو محسوس نہیں پہنچا جانتا تھا جو عوام کو مجھ پر تھا۔ میں عوام میں سے تھا۔

اب وہ وقت آ پہنچا تھا اب مجھے دنیا کو دکھانا تھا کہ میں جاپانیوں کے ہاتھ میں محض ایک کٹھ پتلی نہیں ہوں بلکہ واقف تھا کہ خفیہ پولیس موجود ہے اور مسلح ہے لیکن میں نے وہی کیا جو میرا فرض تھا۔

انقلاب کی تیمر ہو رہی تھی۔ وہ جولائی کی ایک روشن صبح تھی اسی مندرجہ تھے، چیرمین کی حیثیت سے میں پلیٹ فارم پر بیٹھا تھا۔ دو گھنٹے کے بحث و مباحثہ کے بعد اعلیٰ جاپانی انٹروں نے مسیتو کو نامزد کیا اور اس نے یہ اعلان کیا آپ کی مملکت آیا جمہوری ہوگی یا شاہی یا کچھ اور۔ اس کے متعلق آخری فیصلہ شاہ جاپان کو کرنا تھا۔

اس اعلان پر جواؤں میں سخت غصہ اور برسی پیدا ہو گئی۔ یہ خیال ہی ان کے لئے تکلیف کا سبب تھا کہ جاپان ان کی آزادی کے متعلق آخری حکم نگار رہے اور پھر اس قسم کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔

"ہم احتیاطی تدابیر سے تنگ آچکے ہیں۔" انڈونیشیا جاپان کے احکامات کا انتظار نہیں کر سکتا۔

یہ لمحہ بہت خطرناک تھا میں جانتا تھا کہ ہمارے غیر ملکی مہمان پوری طرح مسلح ہیں اور اگر ہم نے ذرا بھی سرکش انداز اختیار کیا تو وہ ہم پر بدستی خاموش کرنے سے بھی گریز نہ کریں گے لیکن ساتھ ساتھ میں ان جواؤں کو یہ یاد رکھنا چاہتا تھا کہ میں ان کے ساتھ ہی ہوں اور پھر میں نے ان کے جذبات کو ان کے حیاں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کہا۔

"ہم سب ایک ہیں ہمارے خیالات بھی ایک ہیں لیکن میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ شہنشاہ جاپان کی بدولت میں بہت کچھ مراعات حاصل ہوئی ہیں۔ ہم نے بہت کچھ ترقی کی ہے لہذا میں ان کے مشوروں اور ان کی تجاویز پر بھی غور کرنا چاہئے۔" لیکن فوجان اس وقت بے حد مشتعل تھے۔ اور وہ اپنے بھڑکے ہوئے جذبات کو بغیر خوف و ہراس کے ظاہر کر رہے تھے خفیہ پولیس ہال میں گھڑی تھی اور وہ لوگ بجور مجھے دیکھ رہے تھے۔ ان کی نظریں مجھ پر تھیں۔

فوجانوں کا رہنما خیر الصالح تھا۔ یہ فوجان خفیہ قومی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتا تھا اس نے کہا آج دور فوجانوں کا دور ہے اور جاپانیوں کی شرائط اگر ہماری مرضی

کے برخلاف قبول کی گئیں تو ہم ہمارے خلاف بغاوت کر دیں گے، خیر الصالح اپنے ساتھیوں سمیت نہایت برہم ہو کر باہر نکل گیا اور پھر بے سکتے ہو منتظر ہو گئے۔ میں نے اجلاس کو ملتوی ہونے کا فیصلہ سنایا۔ اسی سہ پہر کو ایک وہاں ہے۔ مجھ سے میرے گھر پر ملاقات کی میں جانتا تھا کہ ہم بھوں کے سوچنے کا انداز ایک ہوتا کریں ہے۔

وہ کے ایک رکن نے کہا۔ حالات بہت تیزی سے خراب ہو رہے ہیں۔ جاپانیا اور یوں کی حالت خراب تر ہوتی جا رہی ہے۔ اتحادی بھری جنگی جہاز آگے بڑھتے چلے آ رہے ہیں کچھ مڑ کسی بھی لمحہ جاپانیوں کا زور ٹوٹ سکتا ہے اس وقت میں بڑی دردت اپنے طور پر لائین حاصل کر لینی چاہئے ہم اب اس بات کا انتظار نہیں کر سکتے کہ جاپان خود ہمیں آزاد۔ اور اس کا تحفہ پیش کرے ظاہر ہے کہ جونی جاپان نے ہتھیار ڈالے اتحادی یہاں قبضہ کر لے۔ اور اتحادی اسی آزادی کا لہجہ کریں گے جو تمام انڈونیشیوں نے اپنے طور پر حاصل تیرہ کی ہو۔

"اس کے علاوہ، دوسرے نے کہا اگر ہماری آزادی جاپان کی خطا کردہ ہو کر انوں تو پھر آزادی ان کی اپنی شرائط کے تحت ہوگی ہم نہیں چاہتے کہ ہماری آزادی پر ان کی نگرانی ہو۔"

میں نے کچھ نہ کہا میں صرف ان کی گفتگو سناتا رہا۔ جاپانی نہیں ستمبر میں آزاد ہونے کے لئے متعلق سوچ رہے ہیں لیکن جاپان زیادہ عرصہ تک مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جاپان انڈونیشیوں کی شکست کھا چکے ہیں۔" اس مرتبہ ایک فوجان صحافی ائمہ نے کہا۔ اس نے انکے پیٹلے کہ جاپان ہتھیار ڈالیں نہیں آزادی حاصل کر لینی چاہئے۔ ورنہ ہم پھر بھی آزاد نہ ہوں گے۔

اتحادی ایک مرتبہ پھر یہاں کے دروازے ہالینڈ کے لئے کھول دیں گے۔

اور پھر ہمارے سروں پر جنگی جہازوں کا ایک خطرہ منڈلا رہا ہے۔ تیسرے نے کہا۔ اس نے ہمارے ہم نے فوری اعلان نہ کیا تو پھر آپ کو گرفتار کیا جائے گا آپ پر جاپانیوں کی طرف لاری اور ہتھیار عانت کا الزام لگے گا اور پھر ہم اپنے رہنما سے محسوس ہو جائیں گے۔

ایک نے کہا۔ جس لمحہ جاپان نے ہتھیار ڈالے ہم پھر ایک بھر میں بند ہو جائیں گے بیٹا! ہم پھر بھی آزادی حاصل نہ کر سکیں گے۔ اتحادی کو بھی ہمیں آزاد نہ کر سکیں گے۔ ٹھیک ہے۔ جاپان نے فلپائن، برما وغیرہ کو آزاد کر دیا ہے۔ لیکن ہمارے لئے اب حالات بہت کھپا خراب ہو چکے ہیں۔ اور اب انجام قریب ہے۔ بہت قریب۔

میں نے ان لوگوں سے کہا، اس لمحہ میں انی مرضی جاپانیوں پر مسلط نہیں کر سکتے اس کے سیر اگر ہم نے کوئی ایسا قدم اٹھایا تو جاپانی ہمارا تامل عام شروع کر دیں گے ان کے پاس ہر قسم کے ہتھیار ہیں اور ہم بالکل تنہا ہیں اور اس وقت جبکہ جاپان تقریباً ختم ہی ہو چکا ہے۔ تو پھر آخر میں کیا ضرورت ہے کہ ہم اس کے خلاف ہتھیار اٹھائیں۔ تم فوجان ہو۔ ہتھیار فوجان کر رہے

تم جذباتی ہو اس قسم کے جذباتی پن کا نتیجہ خانہ جنگی کے علاوہ کچھ نہ ہوگا اور اسی ہم اس فوجا بھی نہیں ہیں کہ ان جواؤں کا مقابلہ کر سکیں۔ جولا محاذ طور پر جاپانی کریں گے وہ کیا کہ ایک ہی حملہ میں ہم سب کو ہلاک کر کے رکھ دیں گے۔ پھر میں نے گہری سانس لیکر کہا کہ ہم سب کے پیش نظر صرف ایک ہی مقصد ہے لیکن تمہارا بچاؤ اور جواؤ کی کاوشیں ہم سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دے گا۔ لیکن میری قانونی توثیق میں اپنی منزل اور تک لے جائیں گی۔ تم لوگ بہت زیادہ جذباتی ہو تم پر وہ بھاری ذمہ داریاں نہیں ہیں جن کا بوجھ میرے کانڈھوں پر ہے مجھے ان حالات میں جذبات سے کام نہیں لینا ہے مجھے فقط دماغ سے کام لینا ہے اس لئے کہ وہ لوگ انڈونیشی عوام کا مستقبل میرے فیصلوں پر منحصر ہے۔ مجھے ان کو بچانا ہے۔ جو کچھ تم کہہ رہے۔ میں اس سے واقف ہوں اور پہلے سے واقف ہوں لیکن یہ یاد رکھو کہ ہم اپنی منزل کے لئے حد قریب پہنچ گئے ہیں۔ اس وقت صبر و تحمل کی ضرورت ہے اس وقت اعتماد اور یقین محکم کی ضرورت ہے۔ جس نے آزادی کے لئے تمام عمر جدوجہد کی ہے میں نہیں چاہتا وہ آزادی میں یوں طے جس طرح کسی فیکری جھولی میں خیرات ڈالی جاتی ہے۔ یہ آزادی ہماری جدوجہد کا ثمر ہونا چاہئے۔ میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور یہی مرا القاب العین ہے لیکن اس کے لئے اگر ہمیں جاپان

میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور یہی مرا القاب العین ہے لیکن اس کے لئے اگر ہمیں جاپان

مدد سے ایک ہوا میران مل جاتا ہے اور ہم ان کو ایک ڈھال کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں تو میں بلا وجہ کی خوشخبری بھی پسند نہیں کرتا میں آئندہ چند ہفتے تیار رہتا ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اس وقت زیادہ سے زیادہ پسینہ بہا کر زیادہ سے زیادہ بات کریں تاکہ ہم بلا وجہ اپنا خون بہائیں۔

خفیہ سرگرمیوں میں صرف ان نوجوانوں کی تعداد ۲۵ تھی ہر نوجوان کا اپنا ایک حلقہ تھا اور یوں ان کی تعداد اڑھائی سو تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ سب اسکولوں کے طلبہ تھے۔ کچھ مزدور تھے سوئیکاروں کی تقریریں ان کے جذبات میں اعتدال پیدا کر دیا۔ لیکن وہ سب سمجھتے تھے کہ انڈونیشیا اس وقت انقلاب کے دھلے پر کھڑا ہے۔ اور کسی وقت بھی انہیں سرکلف میدان میں کود پڑنا ہے۔

۸۔ رات کو چانگ جنوب مشرق ایشیائی میں مقیم جاپانی افواج کے کمانڈر ریچیف اول تیروچی کی طرف سے سوئیکاروں اور دوسرے انڈونیشی رہنماؤں کو سائینگاؤن کے بیس کیمپ کو گراؤں پہنچے تاکہ محکمہ موصول ہوا اور ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کہ اس سفر کی رپورٹیں ان کی کوئی پڑھیں تاکہ اہل خانہ بھی آگاہ نہ ہوں۔

اگلی صبح ۵ بجے انڈونیشی رہنماؤں کا مختصر سا قافلہ سوئیکاروں کی قیادت میں ایک جاپانی جہاز میں منزل کی طرف روانہ ہوا۔ فضا میں اتحادیوں کے طیارے چھپے ہوئے تھے اور کسی بھی وقت یہ جیوٹا سارڈ کا طیارہ ان کی زد میں آسکتا ہے۔ لیکن جاپانی اندر کا حکم بھی تو نہیں ٹالا جاسکتا تھا لطف یہ تھا کہ کسی کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ یہ جاپانک جلی کس مقصد کے لئے ہے۔

شام کے ساتھ ہی کے قریب جہاز سائینگاؤن کے قریب پہنچا اس وقت موسلا دھار بارش پوری تھی اور دھند کے باعث زمین علاقہ نظر نہ رہا تھا۔ جہاز سائینگاؤن کے قریب ایک گھنٹہ تک جھروکا مارا۔ اسے اترنے کے لئے راستہ ہی نظر نہیں رہا تھا۔ بڑی جدوجہد کے بعد وہ ایک چٹیل میدان میں اترنے میں کامیاب ہو گیا۔ میدان سائینگاؤن سے ایک ہزار کلومیٹر دور تھا۔ فوراً ہی ایک کار کا انتظار کیا گیا اور سوئیکاروں بیٹا اور سرور کے ساتھ نصف شب کے قریب سائینگاؤن پہنچے۔

اگلی صبح سائینگاؤن کے نزدیک ذلتھ کے مقام پر جرنل تیروچی نے سوئیکاروں سے کہا۔

”حکومت جاپان نے انڈونیشیا کی آزادی کے تمام اختیارات فوری طور پر آپ پر مرکوز کر دیے ہیں، سوئیکاروں اور شیلیا کے منہ پر حیرت سے کھلے کھلے رہ گئے۔ انھوں نے صرف رات کا کھانا شکر یہ بے انتہا شکر یہ وہ وقت تھا جیل کی مصیبتیں چھٹی تھیں۔ ناگاساکی اور میروشیما پر ایٹم بم گر چکا تھا۔ جاپان آخری دموں پر تھا۔ دوسری لگ بھگ ختم ہوا چاہتی تھی کہ جاپانیوں نے انڈونیشیا کو آزاد کر دیا۔

سوئیکاروں کو کہتے ہیں کہ ”جکارا“ واپس جاتے ہوئے ہیں نے اپنے خیالات کا اظہار باکین الاقوامی تناؤں کے تحت کسی ملک کو آزاد قرار دینے کے لئے چار بنیادی چیزوں پر ضرورت ہوتی ہے۔ اول یہ کہ ایک ملک موجود ہو دوسرے وہاں عوام ہوں اور ہم سے وہاں ایک حکومت ہو۔ ان تینوں میں سے پہلی دو چیزیں تو ہمارے پاس ہیں۔ ہم ایک حکومت بھی قائم کر سکتے ہیں اس کے بعد جو بھی ضرورت اس بات کی ہوتی ہے دنیا کی کوئی اور قوم اس حکومت کو تسلیم کرے۔

”جاپان ہماری حکومت کو تسلیم کرے گا۔ ہٹلر نے فرما جواب دیا۔ میں نے گہری سانس لیکر کہا۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں روکنے والا کوئی نہیں۔ ہمارے پاس اری ضرورت کی ہر چیز ہے اور ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ یہی ہے کہ بس کر گزریں۔

اب ہمارے ساتھ نہ فوجی افسر تھے اور نہ ہی کوئی آرام دہ جہاز تھا۔ ہم اپنے ریکی طائر جہاز تھے ایک پائلٹ تھا ایک مددگار پائلٹ اور ایک بمبار فوجی باز جو گولیوں سے چھلنی تھا جہاز میں کوئی سیٹ نہ تھی۔ تمام سفر کے دوران یا ہم کھڑے رہے یا بھر فرش پر لیٹے رہے۔ جب یہ جہاز جکارا کے ہوائی اڈے پر (۱۴) رات کی تاریخ تھی۔

جکارا میں ہر خوش نوجوانوں نے سوئیکار کو گھر لیا وہ مسلح تھے اور اسی وقت جکارا اور گرد و پیش میں مقیم جاپانی سپاہیوں کا صفایا کرنے کی اجازت چاہتے تھے۔ جنگ ختم ہو رہی تھی۔ ڈر تھا کہ کہیں دلنڈی می دوبارہ نہ آدھکیں اور جو جاپانی بھی ان کی آزادی کی راہ میں روڑے نہ اٹھائیں وہ راستے کی ان تمام رکاوٹوں کو قوت بازو کے بل پر دور کرنا چاہتے تھے۔ شاہ جاپان نے اپنے کمانڈر کے ذریعے آزادی تو دیدی تھی اور سوئیکاروں کو پورے ملک کی قسمت کا مالک قرار دے دیا تھا۔

لیکن اس کے لئے ابھی طریق کار طے ہونا تھا اور جرنل میں بھری ہوئی جاپانی فوجوں کو شاہ کے اعلان سے آگاہ کرنا ابھی باقی تھا۔ سوئیکاروں نے ہتھیار اٹھانے کی مخالفت کی اور شد و کم ہر حربے کے سامنے سبوتاژ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ جذبات کی رو میں بہہ کر واقعات کو الجھا نا نہیں چاہتے تھے آزادی کی منزل سامنے تھی لہذا اسے دور لے جاسکتا تھا سوئیکاروں کے نزدیک یہ جذبات سے بھرے ہوئے مسلح نوجوان جکارا میں تو کامیاب انقلاب لاسکتے تھے لیکن دور دور چھیلے ہوئے ہزاروں جرنلوں میں یہ انقلاب ناممکن تھا اور جکارا کا انقلاب ان جرنلوں میں مقیم لاکھوں کوڑوں انسان کے لئے جاپانیوں کے ہاتھوں موت کا پیا میرین سکتا تھا۔

سوئیکاروں چاہتے تھے کہ اعلان آزادی بیک وقت مختلف علاقوں میں ایک ساتھ بڑھا جائے اس کے بعد ایک پر جوش تقریر ہو اور پھر انقلاب۔

پھر سے ہونے نوجوان سرور یا جذبات لئے ہوئے تھے۔ انھیں تو صرف ایک لگن تھی کہ آج اور ابھی اسی وقت آزادی کا اعلان کر دیا جائے اور آزادی

کی راہ میں جو بھی رکاوٹ بنے وہ خواہ کتنی ہی عظیم اور خوفناک کیوں نہ ہو۔ لوگ پاسے دور کر دی جائے سوئیکاروں کے نظریات انہیں مطمئن نہ کر سکتے تھے لیکن وہ اس وقت مجبور تھے۔ اس لئے خاموش واپس چلے گئے۔ اس کے بعد کی روڈ انڈونیشیا ہے اور سوئیکاروں کی جرأت و عزیمت کی داستان۔ اس واقعہ کو سوئیکاروں نے عجیب انداز سے فلم بند کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ

”میرا مکان اور اس پاس کا تمام علاقہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ میرے سونے کے کمرے میں صرف ایک موم کی روشنی تھی اس اندھیرے میں میں نے کسی چمکتی ہوئی چیز کی ایک جھلک دیکھی یہ لوہے کا ایک ٹکڑا تھا۔ میں نے پھر غور سے دیکھا لوہے کا یہ ایک ٹکڑا چاقو تھا ایک لانا چاقو جو ایک نوجوان کی پیٹی میں جھول رہا تھا۔ پھر میں نے ایک ایک کو غور سے دیکھا ہر نوجوان کی جیب میں چھولی ہوئی تھی۔ میرے علاقے ہر طرح مسلح تھے۔ ان کے پاس پستولیں تھیں۔ چاقو تھے۔

برآمدے کے پیچھے دروازے سے میں فاطمہ دتی کے سامنے کورنر تا دیکھ رہا تھا شاید اس نے بھی ان چیزوں کو دیکھ لیا تھا جو میں نے دیکھی تھیں اور وہ سب خوف سے ایک جگہ جمع ہو گئے تھے۔

میں نے سر دلچسپی میں نہایت تلخی سے کہا میں نے آزادی کے لئے تم بچوں سے زیادہ کام کیا ہے۔ لہذا یہ مت سمجھو کہ تم مجھ پر زبردستی کر سکتے۔

باد جو دیکھ یہ مباحثہ بہت جوشیلے انداز میں ہو رہا تھا۔ لیکن ہم سب اپنی آزادوں کو فلوپس کئے ہوئے تھے گھر کے باہر کھلے باغات تھے ہم یہ نہ جانتے تھے کہ کوئی ہماری بات سنے ایک نوجوان نے مجھ پر طنز کرتے ہوئے کہا شاید ہمارا عظیم رہنما اس وقت خوف زدہ ہے شاید اندھیرے میں بھوت نظر آ رہے ہیں۔ شاید اب اس کو ہٹلر کے احکامات کا انتظار ہے۔“

دیکھنا ایک اور سربراہ تھا اس نے طنز میں حصہ لیتے ہوئے مجھ سے کہا۔
 ”ہم آپ کو خود فرہ نہیں کرنا چاہتے اس نے میری جانب ایک
 اور قدم بڑھایا اور ایک لانا چاقو ہاتھ میں لیا لیکن انقلاب اس
 وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے اور اب ہم تمہیں حکم دیتے ہیں
 اگر تم نے آج رات انقلاب کا اعلان نہ کیا۔ تو۔“

تو بھر کیا ہوگا؟ میں نے غصہ میں اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تم مجھے
 یوں نہ دھمکاؤ، نہ مجھ پر حکم چلانے کی ضرورت ہے تم وہی کرو گے جو میں چاہتا
 ہوں۔ میں سمجھی تمہاری مرضی کا تابع نہیں ہوں۔

اور پھر میں ان لوگوں کے درمیان چلا گیا ان کے ہاتھوں میں کھلے ہوئے
 ہتھیار تھے میں نے اپنا سر جھکایا اور اپنی گردن منھوڑی آگے نکالی اور اس طرح
 اشارہ کیا۔ گویا میری گردن پر تلوار رکھی ہے اور کیا لویر ری میری گردن کاٹ
 دوا سے اڑا دو میرا سر۔ قیمتی فیمہ کرو میرا جسم تم مجھے مار سکتے ہو لیکن میں بلاؤ
 اپنے لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا۔ محض اس لئے کہ میں تمہاری مرضی کے مطابق
 کام کروں میرے لوگوں کے لئے دشواریاں پیدا ہونگی۔

چلو اٹھاؤ ہاتھ چلاؤ میری گردن پر چاقو لیکن میں تم بیوقوف اور سرکھنوں
 کی دھمکی میں اگر کوئی ایسا اقدام نہیں کر سکتا۔

اور اس وقت یوں لگا گویا سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ ایک گہری
 خاموشی پھیل گئی۔ کوئی نہ سمجھ سکا کہ وہ کیا کرے کسی نے بھی زرا حرکت نہ کی
 وہ خوفزدہ تھے، حیران تھے۔ غصہ میں تھے۔ مایوس تھے۔ میں نے اپنا سر اٹھا یا اور
 پھر ان کو غور سے دیکھا میں نے ایک ایک کے چہرے پر نظر ڈالی اور ان سب لوگوں
 نے اپنے چہرے لٹکائے ہوئے تھے۔

میں اپنی نشست پر بیٹھ گیا میرے سر منٹوں پر پسینے کی ٹھکی مٹی بوندیں اچھر
 آئی تھیں میں نے فاطمہ کوئی طرف دیکھا جو دروازے کے پیچھے سے جھانک رہی
 تھی۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا اور دست گیا تھا۔ وہ بڑی بے چینی اور اضطراب
 سے اور ہر دم ڈیکھ رہی تھی پھر میں نے دھیمی لہجے میں کہا۔

”جنگ اور انقلاب میں سب سے زیادہ اہمیت وقت کے
 عنصر کی ہے۔ میں نے سائیکون ہی میں اس کا پورا منصوبہ بنالیا
 تھا اور یہ منصوبہ، اذتاریجے کو عمل میں آئے گا۔“
 نوجوان اس رات نصف شب کے قریب میرے کمرے مجھے یہ دھمکی دے
 کر واپس ہوئے۔

”ممکن ہے کہ کل حالات نہایت ہی سنگین صورت اختیار کر جائیں
 ہمارے سامنے اس وقت بہت غیظ و غضب میں مبتلا ہیں۔ اگر
 تم نے اس سلسلے میں کوئی قدم نہ اٹھایا تو وہ پاگل ہو جائیں گے اور
 پھر جو حالات بھی پیش آئیں اس کی ذمہ داری سر اسرتم پر ہی ہوگی۔“
 اس وقت رات کے شاید تین بجے کا عمل ہو گا میں اس وقت بھی جاگ رہا
 تھا۔ ایسے حالات میں سونا میرے لئے ناگہانی تھا۔ میں اپنے کمرے میں بیٹھا تھا
 سو رہا تھا کہ میں خاموشی چھائی ہوئی تھی سر شخص سو رہا تھا۔ ہمارا کھانے
 کا کمرہ باغیچے کی طرف کھلتا تھا دروازے کھلے ہوئے تھے۔ میں نے اچانک باغیچے
 کی جھڑیوں میں سربراہ کی آواز سنی۔ اور پھر ان نوجوان باغیوں کی ایک
 جماعت در دیوں میں ملبوس اندر آگئی۔

سو کرنی کے ہاتھوں میں ایک لمبا چاقو تھا اور ایک پستول بھی اس نے چاقو
 لہراتے ہوئے کہا۔

”اٹھئے کپڑے تبدیل کیجئے۔ وقت آگیا ہے۔“

”اچھا۔“ میں نے غصہ سے کہا۔

”وقت آگیا ہے مجھے قتل کرنے کا۔ اگر میں نے تمہارا انقلاب

کی رہنمائی کی اور یہ ناکام رہا تو میرا سر میدانوں میں لڑھکتا پھر
 گا اور یہی حشر تمہاری کھوٹوں کا بھی ہوگا۔ لیکن یاد رکھو عام
 آدمیوں کی جگہ تو پر کی جاسکتی ہے لیکن رہنماؤں کی جگہ بڑی مشکل
 سے پُر ہوتی ہے اگر اس وقت مجھے قتل کر دیا گیا تو تمہارا پھر اصلی
 وقت اور روزوں موقع آنے پر عوام کی رہبری کون کرے گا؟“

ایک اور باغی نوجوان نے جاپانی تلوار لہرا کر کہا۔

”اسی لئے رات کے اس لمحے میں ہم آپ کو یہاں سے لئے جا رہے
 ہیں۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آپ کو حفاظت میں رکھا جائے۔“

”خوب۔“ میں نے تہنقہ لگاتے ہوئے کہا۔

”یہ بڑا اچھا طریقہ نکالا ہے۔ تم نے اور اس کے بعد میرے لیے
 میں پھر غصہ جھلک آیا۔“

لیکن تم بیوقوف ہو نہیں سکتے معلوم کہ یہ طریقہ عمل کیجنا نہ اندر احمقانہ ہے تم یہ
 بھی نہیں جانتے کہ معمولی سی بغاوت جو چھوٹے پیمانے پر کی جائے اس کا انجام
 کتنا خوفناک ہوتا ہے میں تمہارے جذبہ کی قدر کرتا ہوں لیکن تمہارے پاس
 صرف جذبات ہی ہیں۔ تمہیں اس وقت عقلمندی کی ضرورت ہے۔ ذہانت
 کی ضرورت ہے۔

(باقی آئندہ)



جدید ڈرائے کلینگ انڈسٹری نے ایک نیا اضافہ

اے۔ون

ڈائریز اینڈ ڈرائے کلیئر

ریشمی اور ادنی ملبوسات کی ڈرائی کلینگ کا بہترین اختتام

اہل نظم آباد کو اپنے ملبوسات کی ڈرائی کلینگ کے لئے درجہ کی ضرورت نہیں
 آپ کے قیمتی ملبوسات اپنے آپ کے لئے علامت بننے ڈرائے کلیئر کے بجائے

پنی آئی لے اسٹاف کیلئے ۲۵ فیصد کی خاص رعایت

اپنا مشناختہ کارڈ دکھا کر کمپوز کے بلیکٹے کراٹے

اور

اس خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھائیں

اے۔ون

ڈائریز اینڈ ڈرائے کلیئر

انارکی مارکیٹ۔ پاپوش نگر

ناظم آباد۔ کراچی

رقص بے اختیار

کہ جب تلک نغمگی کے سوتوں کی رہ میں حائل رہیں گے پتھر
کہ جب تلک رنگ و بو کا طوفان ہے گاندرِ فشارِ ظلمت
یہ الفتیں وہم ہی رہیں گی یہ چاہتیں خواب ہی رہیں گی

(۴)

اگرچہ اپنے حسین شہرِ غزل میں تاریکیاں ہیں اب تک
مگر یہ سب جگمگاتی سڑکیں مگر یہ سب نغمگی کے سوتے
مگر یہ سب حسن کے سمندر مگر یہ سب عشق کے گلستاں
مگر یہ سب سادگی کے دھارے مگر یہ خوشبو کے سب خزانے
مگر یہ سب نوشگفتہ کلیاں مگر یہ سب تمتماتے چہرے
یہ مادرِ مہربانِ فطرت کے سب خزانے ہیں ہضمِ سبھی کے
چلو کہ ہم سارے مل کے خود ہی فصیلِ شب کو گرا دیں یکسر
چلو کہ ہم سارے مل کے خود ہی حصارِ ظلمت کو توڑ ڈالیں
چلو کہ ہم سارے مل کے خود ہی عمارتِ جبرِ کھود پھینکیں
چلو کہ ہم سارے مل کے خود ہی صلیبیں جبر سے اکھاڑ پھینکیں
چلو کہ ہم سارے مل کے خود ہی جلا دیں سب پھانسیوں کے پھندے

(۵)

چلو کہ ہم سارے مل کے خود ہی ابھار دیں شبِ بنی اُجالا
چلو کہ ہم سارے مل کے خود ہی بکھریں چاندنی کی فتنگی
چلو کہ ہم سارے مل کے نبیادِ رقص بے اختیار رکھ دیں
کھن ہوں کتنی وفا کی راہیں مگر یہی ہے یقیں ہمارا
ہمیشہ خورشیدِ صنوفِ شاں سے شکست کھاتا رہا اندھیرا

— — —

میں چاہتا ہوں کہ تیرے جوڑے میں سُرخ پھولوں کے ہار گوندھوں
میں چاہتا ہوں کہ تیرے عارضِ شفق کی رنگت سے ہوں گلابی
میں چاہتا ہوں کہ تیری آنکھوں میں بجلیاں جھلملا رہی ہوں
میں چاہتا ہوں کہ تیرے ہونٹوں پہ زندگی مسکرا رہی ہو... ہو
میں چاہتا ہوں تری نگاہیں دھنک کی نرمی لٹا رہی ہوں
میں چاہتا ہوں تری کلائی میں چوڑیاں کھنکھنارہی ہوں
میں چاہتا ہوں کہ نرم ہاتھوں میں تیرے ہندی رچی ہوئی ہو
میں چاہتا ہوں تیرے بدن میں جوہی کی خوشبو سی ہوئی ہو
میں چاہتا ہوں کہ تیرے ملبوس پر ہوتا روں کی... کامدانی
میں چاہتا ہوں کہ جسمِ نازک ہو رقص میں شاخِ گل کی صورت

(۶)

مگر یہ سب وہم ہے مری جاں مگر یہ سب خواب ہے نگاہ ہے
یہ سب مری خوش عقیدگی ہے سڑک پہ کچھ اور ہی سماں ہے
گڑی ہیں ہر موڑ پر صلیبیں شکستہ جسموں سے خوں رواں ہے

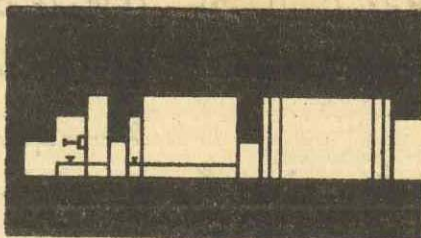
(۷)

یہ میں نے چاہا یہ میں نے دیکھا یہ میں نے محسوس کر لیا ہے
کہ جب تلک جگمگاتی سڑکوں پہ یہ صلیبیں گڑی رہیں گے
کہ جب تلک فرشِ گل پہ ہوگی ٹپکتے خوں سے کشیدہ کاری
کہ جب تلک تمتماتے چہرے تمازتِ وقت میں جلیں گے
کہ جب تلک جسمِ دجاں کے رشتے رہیں گے بہرِ دنا سے عاری
کہ جب تلک ان لبوں کی لالی میں زہر شامل ہے مصاحت کا
کہ جب تلک نوشگفتہ کلیاں خراب دستِ ستم رہیں گی

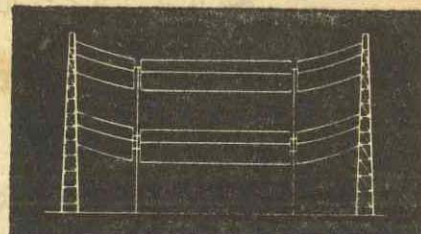


Electrical and Electronic Plant and Equipment of all Kinds

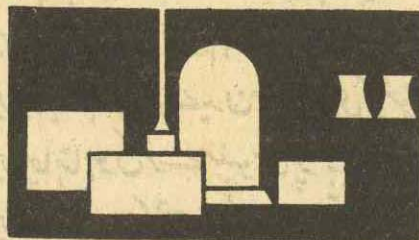
**Design
Manufacture
Erection**



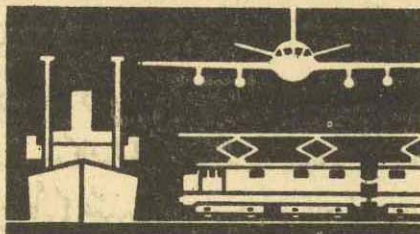
Power Generation



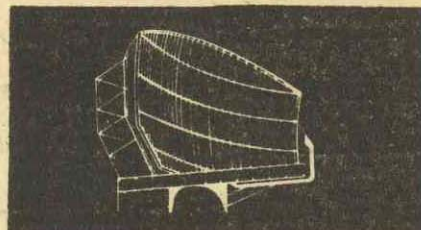
Wireless and Telecommunication



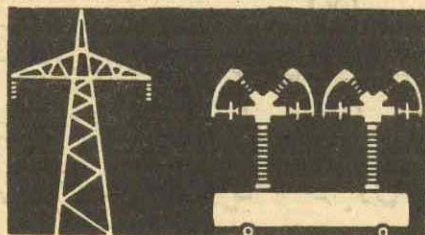
Nuclear Power Plant



**Electric Traction Engineering
Marine Engineering
Airfield Equipment**



Radar and Satellite Equipment



Power Transmission and Distribution



Industrial Plant

**ALLGEMEINE ELEKTRICITÄTS-GESELLSCHAFT
AEG-TELEFUNKEN**

Sole Agents in Pakistan:-

AEG ENGINEERING PAKISTAN LIMITED

Head Office: Ameejee Chambers, Campbell Street, Karachi. G.P.O. Box 474, Telephones : 239655 239656

Lahore Branch: Hayat Building, 36, The Mall, G.P.O. Box 451, Lahore. Telephone : 68129

Dacca Branch: 103, Motijheel, Ramna, G. P O. Box 394, Dacca-2. Telephone : 80581



دُعا

لفٹ دیدی۔ صرف وہی وہاں کھڑا تھا۔

اس نے سنجیدگی سے صورتحال پر غور کرنا شروع کر دیا۔ آخر اس کے جہرے مہرے میں کیا بات تھی کہ سب لوگ اسی کو نظر انداز کرتے جا رہے ہیں۔ پھر اس کو خیال آیا کہ شاید کسی چھوٹے شہر تک تو ضرور پہنچ جائے، ورنہ معلوم نہیں۔ اسے کیا دقت پیش آئے۔ چونکہ وہ کھڑے کھڑے تھک چکا تھا اس لئے پیدل ہی چل پڑا۔

جب سہ پہر بھی مانند بڑے لنگی تو اس نے ایک جگہ رک کر اپنے تھیلے سے بکٹ کا آخری پیکیٹ نکالا اور ایک کٹا لے کھڑے ہو کر جب ایک ایک کر کے اس نے بکٹ کھا نا شروع کئے تو وہ لفظ ملتے کی فکر سے کسی حد تک بے نیاز ہو چکا تھا۔ اب اس میں کچھ ایسی شان استغناء پیدا ہو گئی تھی جیسے کوئی انیا کلرک جس کی ترقی برابر رکھی رہی ہو۔ ہیڈ کلرک کی کرسی کو لاپرواہی سے دیکھ۔

بکٹ کھاتے ہوئے اس نے ایک مجبور قناعت سے سوچا ایک ایسی قناعت جس میں حقیقت حال سے کچھ مروت کرنے کی یا اس انگیرنی غالب ہوتی ہے۔ میرے سروں میں طاقت ہے، چلتے رہنے میں کیا ہرج ہے، ایک جگہ کھڑے ہو کر انتظار کرنے سے کیا فائدہ۔ چلتے رہنا چاہئے۔ حرکت میں برکت ہے۔

یہ درمیانی مدت جس میں اس کے خیالات ایک تسوٹی عمل سے گزر رہے تھے ایک طرح آرام کرنے یا دم لینے کے برابر تھی۔ اس نے تھیں دوسرے کمرے پر ڈالا اور ایک نئے جذبہ عمل کے ساتھ چل پڑا۔ مگر محض جذبہ ہی قوت عمل کے لئے کافی نہ تھا۔ اس کی بندلیوں میں حق تعالیٰ کا ہر پہلو تھی آنکھوں کے آگے بھی بھی رنگ برنگی چنگاریاں سی اڑتی معلوم ہو رہی تھیں اور آگے بڑھنے کی تمام کوششیں ارادے اور بہمت کے باوجود فضول معلوم ہو رہی تھیں آگے ایک بہت چوڑا اترا ہوا تھا جس کے بیچ میں ایک بڑا جاذبی ساڑ کا بورڈ لگا تھا اور اس پر مختلف جگہوں کے جگہ کارہے تھے۔ اس نے شمال کی طرف جانوائی سڑک پر لکھے ہوئے نام پڑھے۔ لٹرٹائر۔ ٹاشٹم ڈان کسٹر۔ دارلنگٹن اور نیوکاسل ابھی دوسو میل دور تھا۔

وہ چلتا رہا۔ چلتا رہا۔

سرسبز و شاداب شاہ بلوط کے آغوش میں اس کو ایک بڑوں کے گھر کی طرح جگہ گائیڈوں میں نظر آیا اس کے پیشگوئوں کے ڈبے ایسے کہیں میں بیٹھی ہوئی بڑے میٹھے اور پرتکین ناک و نقشتے کی لڑکی ایک شگفتہ سلی

پھٹے پرانے کپڑے پہنے اکندھے پر ایک چھوٹا لکڑی کا اور ایک ہاتھ میں ایک تہہ کیا ہوا بچل لئے ہوئے وہ شخص جو لڑکپن اور جوانی کی سرحدوں پر غیر یقینی حالت میں کھڑا تھا۔ شاہراہ کے موڑ پر تھا۔

وہ بہت دیر سے کھڑا تھا۔ موٹریں آرہی تھیں جا رہی تھیں۔ بسوں اور بھاری بھاری گاڑیوں کی ایک نہ ختم ہونے والی قطاریں تھیں جس میں لاریاں بڑکیں اور کریں شامل تھیں۔ شاہراہ اتنی مصروف تھی کہ معلوم ہوتا تھا گویا آج کے بعد اس راہ پر کوئی چلے گا ہی نہیں۔

کچھ لوگ اس سے پہلے چلے گئے اور کچھ لوگ اس کے بعد۔ وہ سب بچانے کن کن موڑوں پر کس کس کے ساتھ سوار ہو کر بچانے کہاں کہاں پہنچ چکے تھے، بس ایک وہی دیر سے وہاں کھڑا تھا۔ اس نے سڑک والی موڑ کار لاری اور ٹرک کو انگوٹھا دکھایا۔ مگر کسی نے اس کو لفظ نہ دی۔

کچھ دور پر پہلے ایک لاری والے نے ایک لڑکی کو اتار اور دوسری طرف مڑ گیا۔ وہ لڑکی بھی شاہراہ کی طرف ہی آرہی تھی۔ اس کے شانوں پر بھی ایک سفری تھیلہ لٹکا تھا۔ اس کی جین بھی خستہ حالت میں تھی اس کے بال بھی بکھرے ہوئے تھے۔ مگر وہ سنہرے اور چمکیلے تھے اور اس کے گال ٹماڑ کی طرح لال لال چمک رہے تھے۔

وہ ابھی اس کے پاس پہنچی تھی کہ ایک کھلی اسپورٹس کار اس کے قریب آکر رکی اور کار میں بیٹھے ہوئے رنگین کوٹ اور دھاریدار قمیض پہنے ہوئے بزنس مین قسم کے جوان نے مسکرا کر پوچھا لفظ؟

لڑکی اس کے پاس جھکی۔ اپنی نامانوس زبان میں اس نے ڈرائیور کو کچھ سمجھانے کی کوشش کی اور ایک نقشہ کھول کر کسی جگہ کا نشان دیا۔ اس نے ڈرائیور نے بڑے تکلف سے اپنی کھلی چھت کی اسپورٹس کار کا دروازہ کھولا چند ہی ثانیوں میں وہ بہت دور جا چکے تھے۔

صرف وہی بہت دیر سے وہاں کھڑا ہوا تھا۔ کوئی اس کو لفظ ہی نہیں دے رہا تھا۔

صبح کی غردہ از ہو چکی تھی اور اب وہ دوپہر کے دروازے پر دستک دے رہی تھی۔ لوگ آ رہے تھے لوگ جا رہے تھے۔ بس ایک وہی صبح سے شاہراہ کے موڑ پر کھڑا تھا۔

اس نے کئی اور لوگوں کو بھی دیکھا بہت سے ایسے لڑکے تھے جن کے ساتھ لڑکیاں تھیں۔ ان کو فوراً لفظ مل گئی تھی۔ کئی ایسے خوش قسمت تھے جو ایک گاڑی سے اترے تو فوراً ہی ان کو کسی دوسری گاڑی یا موٹر والے نے

بارے میں کچھ دھیان ہی نہ دیا بلکہ تیزی سے پیش قدمی کرتی ہوئی شام کو نوش سے دیکھا اور سوچا کہ رات کتنی اندھیری اور کتنی اکیلی ہوتی ہے۔ مانو جیسے یہ شام کوئی ناگن ہو جو چھنکارتی ہوئی اس کو ڈسنے آرہی ہو۔ اس نے دیکھا

پٹرول پمپ کے پاس ایک شاندار مرسلٹ بڑا کار آکر رکی اس میں سے ایک لمبا تر بڑا آدمی نکلا اور گاڑی میں تیل ڈولانے میں مصروف ہو گیا وہ ہمارے قسم کا لڑکا اس کے پاس گیا اور اس سے کچھ کہا جس کے جواب میں موٹر والے نے اس کی طرف دیکھ کر بغیر اس کو بڑی درشتی سے جھڑک دیا۔

کالکوں والے ہمارے قسم کے لڑکے نے اپنی مالا ہوا میں لہرائی اور ایک بار ایک تھلا بازی لگا کر سر کے بل کھڑا ہو گیا۔ موٹر والے نے۔ پٹرول پمپ کے سرکس میں اور ٹیکھ ناک نقشے والی لڑکی نے بھی بڑی دیکش مسکراہٹ سے اس میں دلچسپی لی۔

گیسو دار لڑکے نے پھر موٹر والے سے کچھ کہا اس کی باتوں میں دو تین لفظ ہی اس کی سمجھ میں آئے۔ ”کرما۔ دھرما۔ نان۔ دالکنس۔“

مگر موٹر والے نے پھر بھی انکار کیا۔ لیکن اس بار یہ انکار بڑا نرم اور تندرے شائستگی آمیز تھا۔ ہمارے قسم کے لڑکے نے اپنی جیب سے ایک سانب نکال کر اپنے گلے میں ڈال لیا۔ مگر موٹر والا جھنجھلا گیا۔ اس کو کہیں پہنچنے کی جلدی تھی اور شام تیزی سے اندھیری اور اندھیری ہو رہی تھی۔ باقی لوگوں کو بھی کچھ عجیب سی شرمندگی محسوس ہوئی اور اس نے جو صبح سے ہر موٹر پر کھڑا ہونے لڑنے والی گاڑی کو انگوٹھا دکھا تا رہا تھا اپنی جگہ پرانی بانی ہو گیا اور اس نے سوچا۔ ”سب رنگدار آباسی اسی طرح کا بڑا نوکر تھے۔“

تجھی تو سفید فام لوگوں کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ آخر اس طرح بھی لفٹ لینے سے کیا فائدہ۔“

موٹر والے نے جو امریکی تھا اور شمالی انگلستان کے دورے پر نکل تھا ایک بڑا بددماغی کے ساتھ گاڑی اسٹارٹ کی۔ جب اور کچھ بس نہ چلا تو گئے باز قسم کا ہمارے لڑکا گاڑی کے سامنے لیٹ گیا اور چلا چلا کر کہنے لگا۔

”مجھ کو قتل کرو مجھ کو مار ڈالو میں سچا سنیاسی اور ہمارے یہ ذلت نہیں برداشت کر سکتا۔“

سروس میں نے پولیس کو ٹیلی فون کرنا چاہا وہ لڑکی اپنی جگہ سانس روکے شاید اپنی زندگی کا بدبخت ترین ڈرامہ دیکھ رہی تھی اور اندھیرے گہرے کہیں جوڑی سر پر بڑی بڑی گاڑیاں برابر آ جا رہی تھیں۔

امریکی موٹر سوار نے کچھ سوچا اور مسکرا کر گاڑی سے اترا اور ہمارے قسم کے لڑکے کو زمین سے اٹھا کر کہا ”رائٹ۔ وڈی۔ کھان امی چیکی بگر۔“

(Right ducky come on you cheeky Bagger)

اس نے سوچا یہ سانب۔ یہ دارھی یہ سر کے بل کھڑے ہو جانے کا انداز عجیب تو خوب دلچسپ ہے۔ ممکن ہے یہ کوئی سچا سنیاسی ہو۔ کیوں نہ اس کو امریکہ لے جایا جائے وہاں شاید کہیں اس کے اچھے دام مل جائیں۔

وہ دونوں چند ہی ثانیوں میں اندھیری سڑک پر تیزی سے آگے بڑھ گئے اس کے سارے بکٹ ختم ہو چکے تھے۔ سردی کی طاقت جواب دے چکی تھی ہر گورنے والی گاڑی کو ہاتھ دکھا کر لفٹ لینے کی سکت بھی تمام ہو چکی تھی۔ محاذ سے بھاگ کر آئے ہوئے کسی زخمی سپاہی کی سی شکست خوردگی کے ساتھ مؤثر حال نے پٹرول پمپ کے کہیں میں بیٹھی ہوئی تھکے ناک نقشے والی لڑکی کو دیکھا جس نے اظہارِ پندیری کے ساتھ صورت حال پر آپ ہی آپ تبصرہ کیا۔

”- - - - -“

رات اندھیری اور بہت اندھیری ہو گئی۔

کی طرح ٹرانز مسٹر کی ہلکی ”بوی“ میوزک پر اپنا سر دھن رہی تھی اور پٹرول پمپ کے چاروں طرف گھنے دیو داروں اور شاہ بلوطوں میں چڑیوں کی چہرکار ایک عجیب بشارت آمیز شور و غل پیدا کر رہی تھی۔

اس نے اس لڑکی کے پاس پہنچ کر سر کوں کا رہنما نقشہ دیکھنے کی درخواست کی۔ اس نے کاروباری مسکراہٹ کے ساتھ شد میں لگے ہوئے ایک فریم کی طرف اشارہ کر دیا۔ اس نے کئی بار اپنی سمیت معلوم کر نیچے لئے سو تیج بورڈ دیا دیا جس سے راستوں پر تھے تھے نقشے جگہ گنا تھے۔ وہ ایک طرح سے اسی ٹھیل میں مصروف تھا کہ ایک اور لڑکا وہاں پہنچ گیا جس کے بال بے لے کالکوں کی طرح بچھے ہوئے تھے۔

اس نے جب اس لڑکے سے بات کرنا چاہی تو پہلے تو اس نے اس کو نظر انداز کیا مگر پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد وہی بات چیت شروع کر دی۔ اس نے اپنی کہانی سنائی کہ وہ کس طرح صبح سے لفٹ کے انتظار میں چل رہا تھا۔ تبدیل چلتے ہوئے وہ نچلے کہاں کہاں سے ہوتا ہوا وہاں تک پہنچا تھا اور اب وہ تھک چکا تھا۔ اور راستہ طویل۔ بہت طویل تھا۔

اس نے لڑکے نے جس کی زلفیں شانوں تک لہرا رہی تھیں۔ اور جس کی داڑھی موچھ ہوا کے ساتھ ہل رہی تھیں اس کو ایک دوبارہ سے مزید دیکھا۔ جیسے کوئی فوجی افسر بھرتی کے لئے آئے ہوئے جوان کو ایک نئی نظر میں جائے۔ پھر اس نے کچھ ہنسا ہی انداز میں کہا:

”تم کو راستہ نکالنا ہی نہیں آتا ہے، لفٹ کس طرح لی جاتی ہے تم کیا جانتو۔ منزل تک پہنچنے کیلئے ہر طرح لطف چاہئے۔ جب تم پہنچ جاتے ہو تو کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ تم کتنا راستہ اختیار کر کے آئے ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے کسی بیرونی کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ اس نے مورچہ کیسے سر کیا۔ سب یہ دیکھتے ہیں کہ وہ لڑائی میں ہار آیا جیتا۔“

اس کو غصہ بھی آیا اور جھنجھلاہٹ بھی ہوئی اور اسی حالت میں اس نے گالی دے کر اپنے دل ہی دل میں کہا۔

”اب یہ۔۔۔ ہم کو کیجیے ملانے پر تیلے ہوئے ہیں۔“

مگر جب اس نے صبح سے اپنی کی جدوجہد پر پھر نظر ڈالی تو وہ اداس سا ہو گیا۔ اس نے سوچا یقیناً مجھ ہی میں کوئی خامی ہے۔ تجھی تو میں ہی ایک جگہ تک کر رہ گیا ہوں۔ وہ بھی تو لوگ ہی تھے۔ آدمی ہی تھے جو سب معلوم کہاں کہاں سے ہوئے ہوئے دمنٹ کو مجھ سے بھی ٹکرائے تھے اور پھر نچانے کہاں کہاں پہنچ گئے تھے۔

اس دن میں وہ بے کالکوں اور دارھی موچھوں والا لڑکا بے نیازی سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ اس کو اب اس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اپنی ہی قسیم کے بے بار و مددگار لوگوں میں جو دوسروں کو متاثر کرنے کے ہتھکنڈوں سے بھی ناواقف ہوں وہ کس طرح دلچسپی لے سکتا تھا اس کیلئے اپنے ہی مسائل کیا کم تھے!

اس نے ایک بار پھر اس ہمارے قسم کے لڑکے کو بلوغت دیکھا اور پھر اس کو درگاہ نظام الدین کے علاقے کے گندے گندے سستے ہوٹلوں کے سامنے کھڑا ہوا ایک خاص فقیر یاد آ گیا اس کے بال بھی اسی طرح شانوں تک بچھے ہوئے تھے گلے میں بڑے بڑے منکوں کی مالا پڑی رہتی تھی اور دارھی موچھیں بڑی آزادی سے ہوائے رنج پر لہرایا کرتی تھیں وہ ایک ہاتھ میں کٹورالے ہوئے اس میں بڑے ہوئے پیسے بچا بچا کر ایک کھنک پیدا کرتا اور بڑی جزدانہ شان سے بیل بیل کہتا: ”دودھ ملیدہ آلتی دے گا۔ دودھ ملیدہ آلتی دے گا۔“

دودھ ملیدہ آلتی دے گا۔

آخری بجے ہوئے بکٹ کو آہستہ آہستہ چلاتے ہوئے اسے ہنسی آگئی وہ ہمارے قسم کا لڑکا معلوم کیا سمجھ کر غبر امان گیا۔ مگر اس نے اب اس کے



جنوبی دیت نامہ کی مجاہد خواتین

جن کے خوف سے دشمن پر کپکپی طاری رہتی ہے

دیت نامہ کی جنگی آزادی دیت نامہ کی مجاہد خواتین کا بھرپور کردار

امریکہ کے فوجی مشن کا ایک دفتر تھا۔ اس محلے میں بہت سے امریکی جارج ہلاک ہوئے تھے۔

جنوبی دیت نامہ کی خواتین میں ماہر نشانہ بازوں اور جری سپاہیوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔ صوبہ کوئٹہ نامہ کی مس آمانے پچھلے سال ۱۲ گولیوں سے دشمن کے دس سپاہیوں کو ہلاک اور دو کو زخمی کیا۔ صوبہ ترواہہ کی ایک سابقہ کاشت کار نگین فی اٹ چھ بچوں کی ماں ہیں لیکن لڑائی میں اب بھی اس سرگرمی سے حصہ لیتی ہیں جو لڑائیوں میں خواتین کا شکار ہے، ایک مرتبہ ان کے ایک بچے کی پیدائش کو کوئی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا، کہ لڑائی شروع ہو گئی اس حالت میں بھی ایک لمحہ تامل کئے بغیر فوراً ہتھیار بند ہو کر لڑائی میں کود پڑیں۔ اور اس حشر کا دشمن کو اس چوکی سے مار بھگایا اور وہاں پر دشمن کے سارے اسلحہ پر قبضہ بھی کر لیا۔

صوبہ بن ترے میں ملیشیا کی ایک رکن تانی ٹیکو کو دشمن کی تین چوکیوں پر قبضہ کرنے کا اعزاز حاصل ہے چنانچہ انھیں پچھلے سال نگین فی اٹ کیساتھ ”مجاہدہ فوج آزادی“ کا تمغہ دیا گیا۔

جنوبی دیت نامہ کی خواتین بھی اپنے ملک میں امریکی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے مردوں کے شانہ بشانہ لڑ رہی ہیں اور اب تک کوئی سو سے زیادہ خواتین کو جنگ میں بے مثال جرات کا مظاہرہ کرنے پر شجاعت کے تمغے دیئے جا چکے ہیں اس وقت تقریباً پچاس خواتین چھاپہ بار اور شہری دفاع کے دستوں میں شامل ہیں جب کہ مزید ۴۰ ہزار خواتین فوج آزادی کے مقامی دستوں میں سپاہی ہیں اور جنوبی دیت نامہ کی مسلح افواج آزادی کی نائب کمانڈر بھی ایک خاتون مجاہدہ — نگین فی دہرہ ہیں۔

خاتون چھاپہ مار اب تک چھاپوں کے اچانک حملوں اور دشمن کو گھرے میں لینے کی تین ہزار سے زیادہ کارروائیوں میں حصہ لے چکی ہیں۔

شہری دفاع کے دستے کی خاتون رکن نگین فی میں نے جولائی ۱۹۶۱ء میں سائیکون میں دو امریکیوں کو موت کے گھاٹ اتارا، سائیکون میں امریکیوں کے اس طرح جہنم رسید کئے جانے کا یہ پہلا موقع تھا اس کے بعد انھوں نے ۱۹۶۳ء میں ایک ایسی عمارت پر چاٹک محلے میں حصہ لیا جس میں

سے نکالنے کی ۳۰ کارروائیوں میں لے چکی ہیں۔ ایک مرتبہ وہ محاذ پر فوج آزادی کے سپاہیوں کے لئے مسلسل تین دن تک کھانا پکانی رہیں۔ صوبہ کوئٹہ بھی کے گاؤں وان توئنگ کی ایک خاتون خالدہ بی، فوج آزادی کی رہنما ہیں، اور دشمن کو جل دے کر گولیوں کی بوچھاڑ میں ان کے لئے آگے بڑھنا کوئی بڑی بات نہیں۔ سیاسی محاذ پر بھی جنوبی دیت نام کی خواتین دشمنوں کو ہراساں کرنے کے لئے کافی ہیں۔ یہ اپنے وطن میں امریکی سامراج کی مداخلت اور چھوڑوں کی حکومت کے خلاف جلسوں اور مظاہروں میں حصہ لے چکی ہیں ان تمام مظاہروں میں حصہ لے چکی ہیں ان تمام مظاہروں میں تقسیماً بین کرڈافرو شریک تھے پچھلے سال مارچ اور جولائی میں صوبہ کوئٹہ بھی میں ہونے والے مظاہروں میں شریک ۲۰ ہزار افراد میں اکثریت خواتین کی تھی۔

اس کے علاوہ خواتین اشتعال، تشدد اور دباؤ کی سرگرمیوں کے خلاف بھی ایک زبردست طاقت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سائیکو کے کپڑے کے کاغذوں کی حاتون مزدوروں نے اس ضمن میں کئی مرتبہ ہڑتال کی ہے، اس کے علاوہ طالبات بھی ایک اہم طاقت ہیں۔

صوبہ گیلانی میں ایک مرتبہ دشمن کے سیاہی فوج آزادی کے جیالوں کو اذیتیں پہنچا رہے تھے چنانچہ اس کیمرہ پر حملہ کر کے نہ صرف اپنے تمام جواؤں کو ہار کر دیا بلکہ دشمن کے سات سپاہیوں کو بھی ٹھکانے لگایا۔

دشمن کی قید میں صوبہ میں بھیلنے والی خواتین بھی کسی سے چھپے نہیں کئی مرتبہ وہ جیل کے اندر ہی محافظوں سے بھڑک چکی ہیں۔ اس کے علاوہ فرار ہونے کے بعد اپنے رجحان کو خاطر میں لائے بغیر ہی دوبارہ جدوجہد آزادی میں فوراً شریک ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ دشمنوں کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے میں بھی خواتین کو ایک خاص ہمارت حاصل ہے، اس ضمن میں وہ سب سے پہلے دشمن سپاہیوں کی بولیوں کو اپنے حلقہ اثر میں لیتی ہیں۔ اور اس طرح آخر کار دشمن کے سپاہیوں کو بھی جنگ آزادی میں شرکت پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔

صوبہ تراوہہ کے ایک گاؤں "ایکس" میں ایک خاتون "پنک" کی قیادت میں خورتوں کا ایک چھاپہ مار دستہ اب تک ایک سو سے زیادہ جھڑپوں میں شریک ہو چکا ہے۔ جن میں دشمن کے سینکڑوں سپاہی ہلاک ہوئے جب دشمن ان "لمبے بالوں والے سپاہیوں" کو اس پاس کہیں دیکھتا ہے تو اس پر خوف مارے کپکپی طاری ہو جاتی ہے

صوبہ ہتھوا میں ایک اور خاتون چھاپہ مار "ڈی" ماہر تیرانداز ہیں اب تک وہ نہریلے تیروں سے دشمن کے پندرہ ہزار سپاہیوں کو جہنم دھل ہیں ان کے علاوہ ۳ ہزار خواتین پیغام برداروں اور قلیوں کی حیثیت سے کام کرتی ہیں ان کا کام محاذ تک رسد پہنچانا پیغام لے جانا اور جاسوسی کرنا ہے۔

ان میں سے متعدد خواتین اپنے فرائض سرانجام دیتے ہوئے اپنی جان سے بھی ہاتھ بیٹھی ہیں، ہونی ٹھوگ اور نہہ صوبہ گیا وہہ میں پیغام رسانی کے فرائض انجام دیتے ہوئے دشمن کے ہاتھ لگ گئیں، لیکن اس کے باوجود انھوں نے دشمن کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکے اور تفتیش کے دوران ایک ریکارڈ اٹھا کر پوچھ گچھ کرنے والے کھٹ پٹی کیپٹن کے سر پر دے مارا۔ انھیں جب گولیوں کی بارڈ مارنے والے دستے کے سامنے کھڑا کیا گیا، تو وہ اس وقت بھی "امریکی سامراج اور غدار مردہ باد" اور "ہوچی منہ زندہ باد" کے نعرے لگا رہی تھیں۔

یہ تو تھا نوجوان خواتین کی سرگرمیوں کا حال، جہاں تک بوڑھے خواتین کا تعلق ہے تو وہ بھی کسی سے کم نہیں۔ انھوں نے "مجاہدوں کی ماؤں" کی انجینئر قائم کر رکھی ہیں۔ جنوبی دیت نام میں اس وقت بارہ ہزار خواتین ان انجمنوں کی رکن ہیں۔ سفید بالوں والی یہ خواتین فوج آزادی کے سپاہیوں کی دیکھ بھال اور مرہم پٹی وغیرہ کا کام کرتی ہیں۔ صوبہ بن ترے کی ایک دادی ساؤزنجی سپاہیوں کو دشمن کے بزنے



.....
نگوین نے دہہ :-
جنوبی دیت نام کے
نائب کمانڈر
محاذ آزادی کے
مرکزی کمیٹی
کے پریزیڈیم کے
رکن اور حریت پسند
خواتین کے
مختلف تنظیموں
کے وفات کے صدر
.....

اسلامی سوشلزم کے نام لینے والے سب مسلمانوں کو بیک جنبش قلم دائرہ اسلام سے خارج کر رہی ہے۔ البتہ اسلامی سوشلزم کے حامیوں کو خدا کا منکر قرار دئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:-

مندرجہ بالا معروضات پر ایک مرتبہ بھر نگاہ ڈال کر دیکھیں کہ ایک مسلمان خدائی کے مقام پر کسی دوسرے شخص، ادارے یا انسانوں کے کسی بڑے سے بڑے گروہ کو فائز کر کے اس کی غیر مشروط اطاعت و بندگی کر سکتا ہے؟ آخر، ایک مسلمان، مسلمان رہتے ہوئے اپنے خالق و مالک سے اپنی بندگی کا تعلق توڑ کر معاشرہ کی بندگی کا قلاوہ بین سکتا ہے؟ یہ اگر شرک اور بت پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟ (صفحہ ۱۸)

یہاں دیکھئے کہ صرف اس ایک جرم کی یادداشت ہیں کہ اسلام میں سرمایہ داری ناجائز ہے یہ جماعت کس بے باکی سے مخلص، خدا پرست، مسلمان دوست اور انسانیت نواز لوگوں کو معاشرہ کے بندے، مشرک اور خدا کے منکر کی سی بے بنیاد تہمتوں سے نواز رہی ہے۔ ایسے مشرکوں کو وہ ہر شے سے میرا کھتی ہے۔ دیکھئے:-
ایسے لوگوں کے ہاں نیکی کے اور عیدی کے تصورات بدل جاتے ہیں۔ نیکی پھر ان کے نزدیک وہ عمل نہیں رہتی جسے اللہ تعالیٰ نے پسندیدہ قرار دیا ہو بلکہ وہ فعل بن جاتی ہے جو اجتماعی نقطہ نظر سے سود مند ہو۔ (صفحہ ۱۳۵)

حیرت ہے کہ جن لوگوں کو اسلام کی واحد نہایت مذکورہ دعویٰ ہے وہ خدا کی پسندیدگی کو انسان کی اجتماعی سودمندی کی ضد کس طرح قرار دیتے ہیں؟ ظاہر ہے اجتماعی سود میں انفرادی سود بھی شامل ہے۔ جب جملہ افراد ایک دوسرے کے سود ہی کو مستحسن قرار دیں تو یہ کس طرح خدا کی ناپسندیدگی ہو سکتی ہے؟ کیا خدا کی پسندیدگی خدا اور اجتماعی زیان کا نام ہے؟ اگر اجتماعی فلاح نیکی نہیں ہے تو نیکی کسے کہتے ہیں؟
جماعت اسلامی کی یہ بوجہ العجبی اس غلط فہمی پر مبنی ہے کہ اس کے نزدیک اجتماعی مفادات فرد کے حق ملکیت کے نقیض ہیں:-

بالکل اسی طرح افراد کو حقوق ملکیت سے محروم کر کے انہیں بتایا جاتا ہے کہ ان کا زندگی کے کسی معاملے میں بھی کوئی متقبل حق نہیں ہے۔ ان کی جان، مال، عورت، آبرو سب اجتماعی مفادات کے تابع ہیں۔ (صفحہ ۱۸۶)

معلوم ہوتا ہے کہ یا تو سوشلزم کے بارے میں اس جماعت کی معلومات بالکل سطحی اور بے بنیاد ہیں یا وہ اپنی روایتی بددیانتی کے تحت کہہ رہی ہے کہ سوشلزم میں فرد کو حق ملکیت سے محروم کیا جاتا ہے۔ سوشلزم کے داعی کارل مارکس، انگلز اور لینن ہوتے ہیں ان میں سے کسی ایک نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ فرد کو ملکیت پر کوئی حق نہیں ہوتا۔ وہ فرد کے حق ملکیت کے زبردست حامی ہیں۔ وہ ہر فرد کو سوشلزم کے نظام میں اس کی محنت کے مکمل معاوضے کا مستحق قرار دیتے ہیں۔ وہ صرف استحصال کی نفی کرتے ہیں۔ یعنی کسی فرد کو یہ حق نہیں دیتے کہ وہ، دوسرے افراد کی محنت کے ماحصل کو چھین کر سرمایہ دار بنے۔ آج سوشلزم چین اور دیگر سوشلسٹ ممالک میں قائم ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ ان ممالک میں افراد اپنی محنت اور مٹائی کے ماحصل پر بلا شرکت غیرے حق ملکیت رکھتے ہیں۔

جماعت اسلامی کی یہ تہمت اگر موجودہ سوشلزم پر ہے تو حقائق بالاکا رو سے سراسر بے بنیاد اور گمراہ کن ہے۔ اور اگر اس کا ہدف اسلامی سوشلزم، یا اس کے حامی ہیں تو اس کو کسی بھی ایسے شخص کا نام لینا چاہیے جس نے ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے!

غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ اس جہت میں جماعت اسلامی جو کچھ بھی کہتی ہے اس کی تردید خود اس کی اپنی باتوں میں موجود ہوتی ہے۔ مثلاً مندرجہ بالا اقتباس میں اس

اسلامی سوشلزم

جماعت اسلامی کے آرگن ترجمان القرآن نے اپنے مئی ۱۹۶۷ء کے شمارے میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی مخالفت کی ہم کا آغاز کیا تھا۔
اسلامی اشتراکیت کا غلغلہ چونکہ اب کافی زور شور سے بلند کیا جا رہا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور اشتراکیت کے مابین جو اساسی اور بنیادی فرق ہے اسے لوگوں کے ذہن نشین کر دیا جائے، جو لوگ اس کے علمبردار ہیں ان کے اصل عزائم کی نشاندہی کی جائے اور اس سلسلے میں لوگوں کے ذہنوں میں جو غلط فہمیاں ہیں ان کو دور کیا جائے۔ (صفحہ ۱۳۳)

تہمت تراشیاں

ہر معاملے میں جماعت اسلامی کا مخصوص انداز یہ ہے کہ وہ جس شے کو ناپسند کرتی ہے اس کے لئے اسلام کی آڑ لیتی ہے اور اس کے نزدیک اسلام صرف وہ ہے جسے وہ پیش کرے۔ ایسا کرنے میں اپنے مدمخالف پر وہ نہ تو سخت سے سخت تہمت تراشی کو محبوب سمجھتی ہے اور نہ غلط بیانی میں قباحت محسوس کرتی ہے۔ چنانچہ اسلامی سوشلزم کے حامیوں کے بارے میں اس کا ارشاد ہے:-

دور نہ جائیے، اپنے ہاں ہی دیکھ لیجئے کہ جو لوگ اجتماعی مفادات کو کسی عمل کے لئے اخلاق کی سب سے بڑی بنیاد سمجھتے ہیں وہ آخرت کے اس تصور کے منکر ہیں جو ہمیں اسلام نے دیا ہے۔ ان کے نزدیک جنت و دوزخ اسی دنیا میں ہیں (صفحہ ۱۳۵)

پاکستان میں اسلامی سوشلزم کے بارے میں سب سے پہلی مہسوکوشش نصرت کے مندرجہ بالا خاص نمبر میں کی گئی۔ مگر اس میں کسی نے بھی نہ تو آخرت کا انکار کیا، نہ جنت و دوزخ کے اسلامی تصور کا، نہ خان لیاقت علی خاں اسلامی نظریہ حیات کے منکر تھے اور نہ ہی کوئی اور مسلمان۔ مگر جماعت اسلامی ہے کہ

سے کوئی حد نہیں لگائی ہے۔۔۔۔۔ پھر آخر تنہا زرعی جائیداد میں وہ کوئی خصوصیت ہے جس کی بنا پر صرف اسی ایک معاملہ میں شریعت کا میلان یہ ہو کر آدھی کے حدود ملکیت کو مقدار کے لحاظ سے محدود کر دیا جائے؟ یا انتفاع کے مواقع سلب کر کے ایک ایک حد خاص سے زائد ملکیت کو آدھی کے لئے عملاً بے کار کر دیا جائے مسئلہ ملکیت زمین صفحہ ۸۳، ۸۲، مصنفہ سید ابوالاعلیٰ مودودی)

آگے چل کر وہ یوں رقم طراز ہوتے ہیں :-

اسی طرح، وہ یہ بھی نہیں کہتا کہ زمین کا مالک بس وہی ہو سکتا ہے جو اس کو خود کاشت کرے اور یہ کہ اجرت یا شرکت پر کاشت کرانے والوں کو سرے سے زمین پر حقوق ملکیت حاصل نہیں ہیں (ایضاً ۱۱۵)

مودودی صاحب فلہذا جماعت اسلامی کے نزدیک زمینداری، اسلام کے مطابق جائز ہے، زمین کی ملکیت کی نہ کوئی مقدار مقرر کی جاسکتی ہے اور نہ اس پر کوئی حد عائد کی جاسکتی ہے، زمین کو اجرت اور شرکت پر کاشت کرایا جاسکتا ہے اور زمیندار گھر بیچنے اس کی پیداوار سے حصہ لے سکتا ہے۔ ان ساری ظالمانہ باتوں کو اسلام سے منسوب کیا جا رہا ہے مگر اس دعوے کے ثبوت میں نہ قرآن کی کوئی آیت پیش کی گئی اور نہ ہی کوئی عقلی دلیل سامنے لائی گئی۔ قرآن کا عندیہ ذرا آگے چل کر پیش کیا جائے گا مگر سر درست اس امر پر غور کیجئے کہ جو شخص خود کام نہ کرے اس کو یہ حق کیونکر دیا جاسکتا ہے کہ وہ دوسروں کی محنت کے حاصل کو تنہا لے؟ یہ تو عام فہم اور سادہ الفاظ میں محنتی غلامی ہے جو انسانیت کی شان کے سراسر منافی ہے؛ ظاہر ہے ایسی غلامی انسانی فطرت کی ضد ہے!! یہ تو ہوئی اخلاقی اور انسانی فطرت کی رو سے اس ظلم کی حقیقت۔ اب ذرا دیکھئے کہ قرآن حکیم کا اندر سے بارہ کیا فیصلہ ہے؟ قرآن کی رو سے زمین خدا کی ہے اور خدا کی ہونے کی جہت سے سب انسانوں کی ہے۔ خدا نے زمین کو سواۃ اللساثلین (۳۱:۱۰) کہہ کر سب انسانوں کو اس سے سامان زیت حاصل کرنے کا یکساں حق دیا ہے۔ یہ انسانی معاش کا ذریعہ ہے جعلنا لکم فیہا معاش (۱۰: ۷۰) یہ کسی خاص گروہ کے لئے نہیں ہے بلکہ انام کے لئے ہے والارض وضعہا للانسان (۵۵: ۱۰) ان آیات سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ زمین سب انسانوں کے لئے ہے۔ سب کو یہ حق حاصل ہے کہ اس سے اپنی ضروریات بلاروک لوگ حاصل کریں۔ نہ تو ان آیات میں اور نہ ہی کسی اور جگہ قرآن نے زمین کو کسی انسان کی ملکیت قرار دینے کی اجازت دی ہے۔ جب ملکیت کا جواز مفقود ہے تو اس کو اجرت یا زراعت یا شرکت پر دینے کا حق کہاں سے آگیا؟ غرضیکہ زمینداری، قرآن فلہذا اسلام کی رو سے ممنوع ہے۔ بایں ہمہ، جماعت اسلامی "لائحد و زمینداری کو اسلام کا ایک اہم فریضہ قرار دیتی ہے اور جو شخص اس غیر اسلامی نظام کو اسلامی میں بدلنے کی کوشش کرے وہ ان کے نزدیک کافر ٹھہرتا ہے!

سرمایہ داری

جماعت اسلامی "نہ صرف زمینداری کو جائز سمجھتی ہے بلکہ اس کے نزدیک بے حد و حساب سرمایہ داری بھی عین نفاضاۃ اسلام ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ جائز ذرائع سے چندوں کی ملکیت، جبکہ اس سے تعلق رکھنے والے شرعی حقوق و واجبات ادا کئے جاتے رہیں، بلاحد و نہایت رکھی جاسکتی ہے۔ روپیہ، پیسہ، استعلائی اشیاء، مکانات، سواری، غرضیکہ کسی چیز کے معاملہ میں بھی قانوناً

کے نزدیک اجتماعی مفادات کی حفاظت و ضمانت، فرد کے حق ملکیت، جان، مال عزت اور آبرو کی نفی کرتی ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ اجتماع افراد کے مجموعے کا نام ہے۔ اگر اجتماعی مفادات کی حفاظت کا بند و بست کیا جائے تو اس کا مطلب اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس سے افراد کے حقوق و مفادات کی ضمانت دی جاتی ہے چونکہ ہر فرد اجتماع کا رکن ہوتا ہے اور اس کا مفاد، اجتماعی مفادات میں شامل ہوتا ہے اس لئے ان حقوق و مفادات میں اس کا حق ملکیت، اس کی جان، مال، عزت و آبرو، سب شامل ہوتے ہیں۔ دیکھئے کہ یہ جماعت کیسی متضاد باتیں کہتی اور اپنی ترویج آپ کرتی ہے!

پھر، یہ جماعت، سوشلزم کو تو اسلامی خطوط پر ڈھالنے کی اس شد و مد سے مخالف ہے مگر مغربی جمہوریت کو اسلامی بنانے کی داعی ہے۔ ملاحظہ کیجئے :- جب اس کے (یعنی مغربی جمہوریت کے) ساتھ لفظ اسلامی شامل کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کا نشوونما اور ارتقا مغربی خطوط پر نہیں بالکل خالص اسلامی خطوط پر ہونا چاہیے یعنی افراد کو وہ حقوق ملیں جو اسلام نے ان کو دیے ہیں، ان کے فرائض وہ ہوں جو اسلام نے ان پر عائد کئے ہیں، اور حکومت کے اختیارات، حقوق اور فرائض ان حدود سے محدود ہوں جو اسلام نے مقرر کی ہیں (صفحہ ۱۸۸)

اس حقیقت سے کسی تو انکار نہ ہوگا کہ مغربی جمہوریت، لادینی نظام حکومت کا دوسرا نام ہے۔ مگر ایسی جمہوریت کو اسلامی بنایا جاسکتا ہے تو موجودہ لادینی سوشلزم کو اپنی خطوط پر، جن سے مغربی جمہوریت اسلامی بنتی ہے، اسلامی سوشلزم، پر جماعت اسلامی کا اعتراض صرف برائے اعتراض ہے۔ آخر جس اصول کے تحت یہ جماعت، مغربی جمہوریت رجو لادین ہے) کو اسلامی بنانے کی قائل اسی اصول پر لادین سوشلزم کو اسلامی سوشلزم بنانے میں کیا قباحت ہو سکتی ہے؟

جماعت اسلامی کا موقف

جماعت اسلامی، کی طرف سے اسلامی سوشلزم، پر یہی اعتراضات وارد ہوئے۔ ان پر نگاہ ڈالنے سے ظاہر ہوگا کہ اس کا اعتراض اس نظام سے زیادہ اس کے حامیوں پر ہے۔ ان پر طرح طرح کی بے بنیاد تہمتیں دھری گئیں، ان کو بغیر کسی ثبوت کے جنت و دوزخ، آخرت اور خدا، غرضیکہ اسلامی نظریہ حیات کا منکر قرار دیا گیا، ان کو آبرو باختہ اور عزت سے عاری کر دیا گیا اور ہر نیکی کا دشمن اور ہر بری کا پیرو اور فرد فلہذا انسانی اقدار کا غاصب کہا گیا۔ پھر، چونکہ سوشلزم خدا کی منکر ہے اس لئے اس سے اس نظریے کی آڑ لیکر اس نے اسلامی سوشلزم کی موجودہ سوشلزم کی سطح پر رکھنے کی کوشش کی حالانکہ کسی بھی پاکستانی مسلمان نے اسلامی سوشلزم کی جہت میں خدا اور اسلامی نظریہ حیات سے کسی بھی وقت نہ انکار کیا اور نہ ہی کوئی ایسا کرنے کے لئے تیار ہے۔ جب حقیقت یہی کچھ ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی "ایسی بے بنیاد باتیں کیوں کہتی ہے؟ جس کسی نے بھی اس جماعت کے لٹریچر کو دیکھا وہ بخوبی جانتا ہے کہ وہ کس قسم کی جاگیر داری، زمینداری اور سرمایہ داری اور انسانی غلامی کی حامی ہے۔ اور ان جہد ننگ انسانی اور غیر اسلامی باتوں کو اسلام سے منسوب کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اسلامی سوشلزم کی اس شدت سے مخالفت کر رہی ہے۔

زمینداری

جماعت اسلامی، کے نزدیک زمینداری جائز ہے اور زمین کی ملکیت پر کوئی حد نہیں لگائی جاسکتی۔ ملاحظہ فرمائیے :-

اسلام نے کسی نوع کی ملکیت پر بھی مقدار اور کمیت کے لحاظ

کہ وہ شخص دوسروں کو اپنے سے غیر سمجھتا ہے۔ وہ اپنے مفاد اور اپنے آپ کو دیکھ کر ترجیح دیتا ہے۔ موردی صاحبِ ادران کی جماعت کے نزدیک مومنوں کی باہمی بغیریت اور بیگانگی (قرآن کی اصطلاح میں عدویت) اسلامی ہے۔ مگر قرآن کی رو سے یہ غیر اسلامی ہے۔ رحبا بینہم کی ضد ہے وہ تو مومنوں کے باہمی تعلقات اور مفادات کی یوں تصریح کرتا ہے:-

”وہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے“ ۹/۵۹

قرآن تو یہ کہتا ہے کہ ایمان کی ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ ہر مومن اپنے مفاد پر دوسرے کے مفاد کو ترجیح دے۔ مگر موردی صاحب فرماتے ہیں کہ اسلام یہ ہے کہ ہر مومن دوسرے مومنین کے مفادات کو اپنے مفاد کی بھینٹ چڑھا کر جو شخص قرآنی نظریہ ایمان و ملت سے اس پاس انگیر حد تک نا آشنا ہو ایدر مسلمانوں میں معاشی لوٹ کھسوٹ کی تبلیغ و ترویج کرتا ہو وہ:-

قوم کیا چیز ہے؟ قوموں کی امامت کیا ہے؟ اس کو کیا جانیں یہ بے چارے دورِ کثرت کے امام کے مصداق کہا جائے کہ اسلامی سوشلزم کیا ہے؟

(اقبالے)

بدترین جیاسوز غلامی

موردی صاحبِ ادران کی جماعت نہ صرف زمینداری اور سرمایہ داری کے سرگرم حامی ہیں بلکہ ان کے نزدیک عہدِ جاہلیت کی غلامی، مال مولشی کی طرح انسان خرید و فروخت اور عورتوں سے جیاسوز سلوک اندر زنا کاری اسلامی برکات و خنانات ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:-

جو لوگ جنگ میں قیدی ہوں ان کو یا تو احمقان کے طور پر رہا کر دیا جائے یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے یا دشمن کے مسلمان قیدیوں سے ان کا تبادلہ کر دیا جائے۔ لیکن اگر لڑیں ہی رہا کر لیا جتنی مصالحت کے خلاف ہو اور فدیہ وصول نہ ہو سکے اور دشمن اسیرانِ جنگ کے مبادلہ پر بھی راضی نہ ہو تو مسلمانوں کو حتیٰ ہے کہ انہیں غلام بنا کر رکھیں زلفیات حصہ دوم صفحہ ۳۹۲

مصنف ابو الاعلیٰ موردی

نہ صرف ایسے مردوں کو غلام بنانے کی اجازت ہے بلکہ جنگ کی لپیٹ میں آنے والے علاقوں کی عورتوں کو گرفتار کر کے ان کو سپاہیوں کے استعمال میں لایا جائے گا۔

حکومت کو اختیار ہے کہ چاہے (جنگ میں گرفتار کردہ عورتوں کو) رہا کر دے۔ چاہے ان سے فدیہ لے چاہے ان کا تبادلہ ان مسلمان قیدیوں سے کر لے جو دشمن کے ہاتھ میں ہوں یا دیا جائے تو انہیں سپاہیوں میں تقسیم کر دے اور سپاہی انہیں استعمال میں لائیں (ایضاً ۳۴۰)

بے گناہ عورتوں کی سپاہیوں سے عصمت دری کرانے کے بعد موردی صاحب ایسی عورتوں کو لونڈی بنا کر مسلمانوں کو یہ حق نیز عطا کرتے ہیں کہ انکو لاتعداد طور پر اپنے گھروں میں رکھ کر ان سے علی الاعلان نہ ناکریں جسے وہ ”مخ“ کہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:-

لونڈیوں سے تمتع کے لئے تواد کی قید اس لئے نہیں لگائی گئی کہ ان عورتوں کی تعداد کا کوئی تعین ممکن نہیں ہے جو کسی جنگ میں گرفتار ہو کر آسکتی ہیں (ایضاً صفحہ ۳۴۲)

ان لونڈی غلاموں کی خرید و فروخت اور تجارت بھی مباح ہے:-

اس قسم کے لونڈی غلاموں کے بیچنے کی اجازت دراصل اس معنی میں ہے کہ ایک شخص کو ان سے فدیہ وصول کرنے اور فدیہ وصول

ملکیت کی مقدار پر کوئی حد نہیں ہے (ایضاً ۸۲) وہ ہم سے یہ نہیں کہتا کہ تم زیادہ سے زیادہ اتنا روپیہ، اتنے مکان، اتنا تجارتی کاروبار، اتنے مویشی، اتنی موٹریں، اتنی کشتیاں اور اتنی فلاں چیز رکھ سکتے ہو۔ پھر وہ ہم سے یہ نہیں کہتا کہ تم صرف اسی تجارت یا صنعت یا دوسرے کاروبار کے مالک ہو سکتے ہو جسے تم براہ راست خود کرو (ایضاً ۱۱۵)

خبر نہیں کہ موردی صاحبِ ادران کی جماعت کے ہاں جائز ذرائع کا معیار کیا ہے؟ مگر خدا اور خدا کے نازل کردہ اور محمد کے دیئے ادرائے بعد چھوڑے ہوئے قرآن نے انسان کے لئے کتاب رزق کا صرف ایک ذریعہ جائز قرار دیا ہے لیس یلا انسان الا ما سعى (۲۹: ۵۳) کہا گیا۔ یعنی ہر انسان صرف اپنی سعی و کوشش کے حاصل کا مالک ہے۔ اس صریح حکم کے مطابق نہ تجارت و صنعت کو مزدوروں سے کرانے کی اجازت ہے اور نہ مزدوروں کی سعی و کوشش کا کوئی اور شخص مالک ہو سکتا ہے اور اگر قرآن کے برعکس، ایسا کیا جائے تو یہ سرمایہ داری ہوگی جس کی غیر شکوک ممانعت یوں کی گئی:-

جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور ان کو عوامی فلاح کے لئے عام نہیں کرتے (یا نہیں بن دیتے) ان کو الم انگیر غنا کی خبر دو۔ اس نظام کو نہ تو پہلے بقا حاصل ہوئی اور نہ ہی اب ہوگی۔ یہ لوگ اس آگ کا ایندھن ہوں گے جس سے انکی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور (اس وقت)

ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے اس مال کا انجام جسے تم دوسروں کو محروم کرتے، اپنے واسطے جمع کرتے تھے۔ اب اپنے جمع کئے ہوئے کا مزہ حکم ۳۵-۳۴-۹

ایک اور جگہ کئی لایکون دولتہ بین الاغنیاء منکم ۵۹/۴ فرمایا گیا۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ دولت تم میں سے صرف چند لوگوں کے ہاتھوں میں گردش کرتی رہے۔ ان آیات سے ارتکازِ دولت کی ممانعت بخوبی واضح ہے اور جب تک کہ ارتکازِ ممنوع ہو تو کوئی ایک شخص کس طرح لاکھوں کروڑوں روپے کی لاگت سے کارخانے قائم کر سکے گا؟ پھر کارخانوں میں مزدوروں کو رکھ کر ان کی کمائی کا استعمال کیا جائے گا۔ اگر ایسا نہ کیا جائے اور نہ مزدور کو، اس کی محنت سے محروم کئے بغیر کام پر لگانے کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے ایسا کچھ کرنا عین سرمایہ داری ہے اور موردی صاحب کی شریعت اس کو بلا تجدد جائز قرار دیتی ہے۔ مگر قرآن نے لیس یلا انسان الا ما سعى کہہ کر کسی دوسرے کی محنت پر ہاتھ ڈالنے کو ناجائز قرار دیا، ایسے میں بے حد و نہایت مال و دولت قرآن سے انحراف کرنے ہی سے ہاتھ آئے گا! قرآن اور آگے جاتا ہے وہ افراد کے استعداد کا یہی فرق و تفاوت کو مان کر یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کسی کی مساعی سے کسی کے ہاں کچھ مال اس کی ضرورت سے زائد بچ جائے تو اس کو بھی وہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا بلکہ اسے ملت کی تحویل میں دے گا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(اے رسول) تجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ اپنی دولت سے کتنا کچھ ملی کاموں کے لئے کھلا رکھنا ہے؟ کہہ دیجئے کہ تمہاری اپنی ضروریات سے جو کچھ بھی زائد ہو وہ سب کا سب

دید و ۲/۲۱۹

اب ذرا موردی صاحب کے مندرجہ، صدرِ دعوے پر ایک اور نقطہ نظر سے غور فرمائیے۔ سوال یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ضرورت سے زیادہ مکان کیوں تیار ہے؟ زائد از ضرورت مال کمانے کے لئے مزدور کیوں لگتا ہے؟ اور اسے اپنے ہاں کیوں جمع کرتا ہے؟ ان سوالات کا صرف اور صرف ایک جواب ہے اور وہ یہ

اقوام متحدہ

خوب مجلس ہے یہ مجلس عالمی اقوام کی
صرف اپنے فائدے کی صرف اپنے کام کی

اس میں دب جاتی ہے اٹھتی ہے اگر آواز دھتے
دوب جاتا ہے یہاں کے شور میں ہر ساز دھتے
اہل باطل کو دیا جاتا ہے ہر اعزاز دھتے
اس میں نیسنگی ہے رنگ چرخ نیلی فام کی
خوب مجلس ہے یہ مجلس عالمی اقوام کی

مسئلہ اس میں جو آیا حل نہیں ہوتا کبھی
دور اس میں رسیوں کا بل نہیں ہوتا کبھی
ناخن تدبیر اس کا شل نہیں ہوتا کبھی
فکر رہتی ہے اگر اس کو تو اپنے نام کی!
خوب مجلس ہے یہ مجلس عالمی اقوام کی

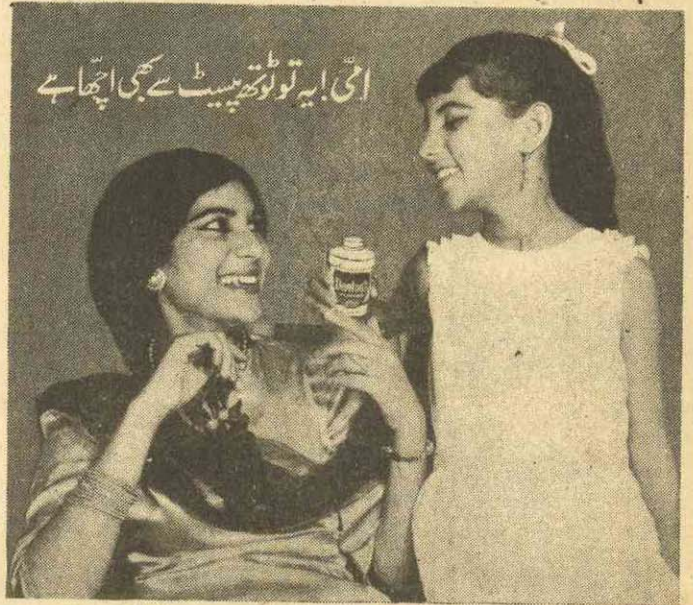
امین عالم اس کا نعرہ جنگ ہے اس کا شعار
آڑ میں اس کی تشکاری کرتے ہیں اپنا تشکار
اہل طاقت کی خوشامد اور کمزوروں پہ وار
دوریاں ہیں کس قدر مضبوط اس کے دام کی
خوب مجلس ہے یہ مجلس عالمی اقوام کی

مسئلہ قبرص کا اس میں دفن ہو کر رہ گیا
قصہ جنگ فلسطین اس میں کھو کر رہ گیا
ویت نامی معرکہ جاگا تو سو کر رہ گیا
اس میں قبریں بن گئی ہیں سب مفاد عام کی
خوب مجلس ہے یہ مجلس عالمی اقوام کی

اس میں ہے اٹھارہ سالہ مسئلہ کشمیر کا
جس پہ بھارت کو ہے دعویٰ مفت کی جاگیر کا
اور اس میں کس دیا جاتا ہے بل زنجیر کا
کوئی صورت ہی نہیں تقہیم اور افہام کی
خوب مجلس ہے یہ مجلس عالمی اقوام کی
صرف اپنے فائدے کی صرف اپنے کام کی

نہ ہونے تک ان سے خدمت لینے کا حق حاصل ہے اس کو وہ معاوضہ
لیکھ دوسرے شخص کی طرف منتقل کر دیتا ہے (ایضاً صفحہ ۳۲)
یہ ہے وہ اسلام جسے موروثی صاحب ادران کی جماعت دنیا میں پیش کرتے
ہیں۔ ان کے اسلام میں ہر قسم کی تجدید سے آزاد زمینداری اور سرمایہ داری نہ صرف
جائز ہے بلکہ اس کے برخلاف بات کرنا بدعت اور اسلام سے انحراف ہے۔ انسانی
محنت کی نہ کوئی قدر و قیمت ہے اور نہ وہ محنت کرنے والے فرد کی اپنی شے
ہے بلکہ اس کی محنت کے ماحصل کی بالادست اور متمول لوگ بلا وک ٹوک چین
سکتے ہیں بے گناہ عورتوں سے زنا جاز ہے۔ لائق ادرالسی بے گناہوں کی عصمت
دری سے اگر ایک انسان (مسلمان) رہا جائے تو وہ ان سے مزید زنا کرنے کے لئے
ان کو دوسرے مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے وہ انسانی آزادی اور دنیا
وغیرت کی کوئی قدر و قیمت نہیں مانتے۔ آہ۔
خود دیدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں!

(اقبالہ)
جس اسلام میں آزادی، اخوت، مساوات اور عصمت کی حفاظت و احترام
اکارت کرنے کی عام اجازت ہو اور اس کے پرچارک، موروثی صاحب
ادراں کی جماعت ملت کو منقسم کرنا اور حقینہ افراد ہوں اتنے ہی مفادات کے بت
بنکر ان تیوں میں غیر محتمم تصادم کو رواج دینا منشاء الہی سمجھتے ہوں اس میں
اسلامی سوشلزم کے حامی اگر گردن زدنی نہ ہوں گے تو ادرکس سے اس کا خیر
توقع ہو سکتی ہے؟ آپ ہی کہتے کہ اگر حق ادر اسلام ہی کچھ ہے تو کفر اور باطل تو
سو کہا جائے سکا؟



ہاں بیٹی! یہ تو ٹوٹھ پیسٹ سے ہزار درجہ بہتر ہے۔
آج کل دور اندیش لوگ بھی استعمال کرتے ہیں۔ کیوں کہ DENTONIC
پاؤڈر دانتوں کو کبھی کیڑا لگنے نہیں دیتا۔ آپ بھی سوڑھوں کو مضبوط اور دانتوں کو جلد بیمار یوں سے محفوظ رکھنے
کیلئے DENTONIC پاؤڈر استعمال کیجئے خصوصاً بچوں کو ٹوٹھ برش کے فیشن کا شکار ہرگز نہ ہونے دیجئے۔



بڑوں کا آڈوڈہ (ala) بچوں کا پھندیدہ

پاؤڈر
دانتونک

ٹوٹھ پیسٹ سے ہزار درجہ بہتر

ALA CHEMICALS
POST BOX 2110, KARACHI-18

بزم منشور

فارم رکنیت

یہاں سے کاٹیں

نام ----- ولدیت -----
پیشہ ----- تعلیم -----
عمر ----- مشاغل -----
گھر کا پتہ -----

دفتری یا کاروباری پتہ -----

جس جگہ ملازم ہیں کیا وہاں کوئی یونین ہے؟
اگر یونین ہے تو یونین کا نام -----

اگر یونین ہے تو کیا آپ یونین کے رکن ہیں؟
کیا آپ یونین کے کسی عہدے پر فائز ہیں اور اگر ہیں تو کس عہدے پر فائز ہیں؟

جناب مدیر منشور!

میں ادارہ "منشور" کی تجویز کے مطابق ماہ اپریل ۱۹۶۸ء کے ادارہ
کے مندرجات اور منشور کی پالیسی سے کلی اتفاق رکھتے ہوئے "بزم منشور"
کی رکنیت کا خواستگار ہوں، اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ منشور کی ترقی و
بقا نیز "منشور" کے مقاصد کی ترویج و سر و غ کیلئے پوری پوری
کوشش کروں گا۔

مورخہ ----- دستخط -----



ہج منزل مقصود کی طرف گامزن ہیں

آحض مشنور، نہ صرف وطن عزیز بلکہ ملک کے باہر بھی اتنا مشہور ہو گیا ہے؟ یہ بڑا بنیادی سوال ہے۔
بانت دراصل یہ ہے کہ تمام رسالوں میں یہ سب سے زیادہ ترقی پسند اور قوی آزادی، معاشرتی اصلاح اور محنت کش انسانوں کی
فلاح و بہبود کیلئے سب سے اچھا اور بیشک ترین رسالہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہرگز دھڑلے پر ہٹنے کا مشناق ہو جائے۔
یہ رسالہ ترقی پسند ہے، کیونکہ اس کے نکلنے کے ذریعہ، امر پرست اور تارکین کے ساتھ ہی ساتھ اس کا مواد بھی ترقی پسند ہے یہ عجیب
اور قوم پرست برحمان کا نقیب ہے، ظاہر ہے کہ ان خصوصیات

میں پرکھی نہ جیت سکتا تھا۔
میں پوچھنے اور ڈھیلے قسم کے رجعت پرست لوگ ہیں، اس
ترقی پسند، قوم پرست، محب وطن اور بہتر دوست رسالہ کے
مشنور دشمنوں کے کھیلے، مشنور کی ترقی پسند فطرت کا
چہ۔ یہ رسالہ صرف اس لئے شائد نہیں ہے کہ عوام کی ایک
بھی کوئی پوچھنے، دلال اور ڈھیلے قسم کے رجعت پرست

کھیلے نہ کرے، کیونکہ اس صورت میں اس کے یقینی معنی یہ ہونگے
کھیلے نہ کرے اور بغیر کسی لحاظ کے کم پر گری ہو جائے گا
نہ صرف حد بندی کا واضح خط کیلئے بامقصد بلکہ اپنے کام

ترقی پسند اور قوم پرست و محب وطن تارکین کے دشمنوں
معاذت کی زبردست خدمت انجام دی ہے اور
موشی کے لئے اسی طرح دیرینہ خدمات انجام
دی ہے جس کے ذریعہ انہوں پر قائم رہے گا۔

اکثر دوسرے ترقی پسند رسالوں سے اس کا مقابلہ
کرنا اس کے درمیان یکسانیت اور اختلاف کے
دو نئی ہی پہلو بنے جاتے ہیں۔ یکسانیت کا پہلو یہ ہے کہ متعلقہ رسالوں کی پالیسی اور انداز فکر ترقی پسند اور اتحاد اور اخلاقت
کا یہ پہلو ہے کہ مشنور دوسرے متعلقہ رسالوں کے مقابلے میں زیادہ مستقام، زیادہ بیباک، زیادہ غیر لاشاعت، زیادہ اصول پرست
اور ملک کی عام مزدور تحریک سے براہ راست اور عملی طور پر منسلک ہے۔ مشنور سے مزدور تحریک کی جو نظر آتی اور تبلیغی خدمات
انجام دی ہیں وہ بھی اپنی جگہ خاص مقام رکھتی ہیں۔ یہ ہی وجہ بات ہے کہ مشنور دوسرے متعلقہ رسالوں کے مقابلے میں زیادہ ترقی پسند
ہے اور مستقبل میں یہ اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے نسبتاً زیادہ جدوجہد کرے گا۔

مشنور کی عام حکمت عملی ایک مضبوط اور صحیح سوچ کی آواز ہے، ایک مؤثر اور سادہ طرز عمل اور جگہ جگہ امریکن اصولی تہا پر اختیار
کرنا ہے، ایک سادہ دشمن مزدور دوست اور محب وطن رسالہ بننے کیلئے یہی تین لوازمات ہیں، انہیں لوازمات کے عین مطابق محکم
اور آپا کئے اور پڑھتے ہیں

پہلے تین سالوں میں رسالہ کی ترقی، وسعت اور استحکام میں خاص غامد بھی شریک حال رہی ہیں۔ یہ آگے ضرور بڑھ جائے لیکن
مشکلات بھی امر کوئی ہیں، خاص مشکل تو سرمایہ محنت کرنے والے عام انسانوں کی زندگی سے متعلق مطلوب مواد اور لطاعت و اخلاقت کی
سستی ہو، لیکن امر ویز ایلا تو یہ ہیں، لی آئی لے پانچ کی تبادت اور پی آئی لے کے مشنور اور منظم مزدوروں
کی سرپرستی میں مشنور کی قسم کی مشکلات سے نہیں ڈرتا۔ اور وہ یقیناً ان مشکلات پر قابو پالے گا، مشکلات، ان باتوں کی ہلے نزدیکی
کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ ہم ان پر غلبہ پالیں گے۔

لیکن ہمارا یہ دعویٰ ہمارا یہ اعتراف اور اعتراف آپ کے بل بوتے پر ہے، جب تک ہمارا آپ کا مشن سلامت ہے، مشنور بھی سہر بلند
اور منزل کی طرف گامزن ہے آپ کی فائزوں اور فائزوں نے ہر پرلو پر لہری ہمت بڑھائی ہے، مگر آج مشنور جس دور میں داخل
ہو گیا ہے وہ دور ہم سب سے ہر قسم کی چوٹی اور مستعدی کا طلب گار ہے۔ ہمیں اپنے اور آپ کے باہمی رشتہ کو نہ صرف قابل رشک
بلکہ اپنا پائیدار اور اتنا جگہ جگہ پر لے گا کہ یہ دشمن کیلئے دو دھاری تلوار کا کام دے۔ مشنور کی حفاظت اور بقا کیلئے ہم سب
کو ایک ایسی تنظیم کی ضرورت ہے کہ جہاں ہم نہ ہوں وہاں، آپ ہمارے بغیر ہی بذات خود، حالات کا مقابلہ کر لیں۔ دشمن ہلے اسرائل
داروں میں رک، اٹھانے کے بعد، بلایا ہوا ہے، وہ سانپ کی طرح ہل کھار ہا ہے، اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ اپنا سر اٹھائے
ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس کاٹنے سے سبب ہو جائیں۔ یہ صحیح ہے کہ ہم فتح مند اور کامران ہیں، لیکن ہمیں یہ بات نہیں بھولی چاہیے
کہ ایک جانشین سہا سہی کے ٹھوڑے کے نعل، میں صرف معمولی سی کیل کے نہ ہونے سے بعض اوقات، جیہی ہوئی بڑی مانت بن
جاتی ہے۔ ایک ایسے وقت میں کہ دشمن، بھاری بھر کم باقی کے ٹول ڈول کو نظروں سے داند نہ طور پر ادھار کرے، دم
پکڑنے کے اصول پر عمل کر رہا ہو اور اگر ہم انہوں میں دے آئے تو ہمارے جیتے، گو کیل کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جوت بول بول
کر لالچ اور بغیر افرادی انہوں میں دھول جوت کی تاک میں ہو، ہمارا آپ کا اور سب کا یہ اولین فرض ہے کہ ہم کچھ صفیں
نئے سرے سے درست کر لیں، اور مزدور طبقے کے فوادی عزم و ہمت کے ساتھ، دشمن کا چھن چلنا لیں۔

ادارہ مشنور کے ارکین کی یہ تجویز ہے کہ اس فرض کو ادا کرنے کیلئے "صفر سے مشنور" نام کی جائے اور اس سبب
کی رکنیت صرف اور صرف وہ افراد اختیار کریں، جو مشنور کو پڑھنے کے علاوہ "اس کی حفاظت" اس کی ترقی، اس کی اشاعت اور اس کے مقاصد
کی ترویج کیلئے وہ سب کچھ کر سکیں ہر دم اور ہر گھڑی تیار و آمادہ رہیں جس کا وقت، تقاضا اور مطالبہ کرے۔
"ہر سے مشنور کا تنظیمی دائرہ، پاکستان گیر بنیادوں پر ہوگا۔ رکنیت کے فارغوں کی ایک قابل ذکر اور واضح تعداد میں کوئی
کے بعد، متعلقہ علاقے کی بزم کا تیا عمل میں لایا جائے گا۔ مشنور دوستو، محنت کش رفیقو، اس غی مت میں ہمیں اپنی کوششیں کا
سے ہی مشورہ کر دینی چاہیے۔

سرور سے ہمارے لئے فخر و اعزاز کی بات ہے کہ ہمارے دشمنوں کے ہاتھ میں مشنور نظر آئے گا، ادارہ، ہر دم مشنور
کی رکنیت اختیار کرے اس وقت کو بھی قریب ہے آگے جب مشنور کے معنیات، مشنور دشمنوں کیلئے شعلے اور آگ مارے بن جائیں اور وہ
مشنور کو ہاتھ دگاتے ہوئے لڑنے اور کھیلنے لگیں۔

اپریل ۶۷

اداریہ

حبر نامہ

اقبال سلک ملز کے مزدوروں کی طبقاتی جدوجہد جاری ہے

”جھانٹی“ کے بہانہ شتر مزدوروں کی برطانیہ

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ویٹنگ سیکشن کی ایک شفٹ بند کرنے کا نوٹس جاری کئے جانے سے صرف چند روز قبل ملز کے لیبر فزسٹرز انوار الحقین حیدری نے پچاس سے زیادہ مزدوروں کو مستقل قرار دینے کا وعدہ کیا تھا۔ انھوں نے اس کے علاوہ کم از کم اجرت بورڈ ایوارڈ مجریہ اپریل ۱۹۷۱ء کے مطابق تمام افراد خصوصاً زراعتیہ پر کام کر رہے مزدوروں کی اجرتیں مقرر کرنے اور بقایا جات ادا کرنے کا بھی وعدہ کیا تھا مگر لاکھوں روپیہ کے بقایا جات کی ادائیگی سے بچنے کے لئے مالکان مسلسل ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں اور محکمہ محنت بھی اس سلسلہ میں ابھی تک خاموشی تماشا ہی بنا رہا ہے۔

مذکورہ بالا مقدمات کے علاوہ صنعتی عدالت میں جناب محمد ہاشم ولور مسٹر ظہیر احمد و آئنڈر اور جناب فضل الرحمن ولور نے بھی فرماں صنعتی تنازعات کی دفعہ ۳۱ کے تحت اپنی ملازمتوں کی بحال کرنے کے لئے درخواستیں دے رکھی ہیں۔ جناب محمد ہاشم کے مقدمہ پر مالکان نے نام نہاد قانونی اعتراضات بھی لگائے تھے مگر تین مہینے ضائع کرنے کے بعد، ۲ مارچ کو یہ اعتراضات واپس لے لئے گئے اور اس طرح قانون کا سہارا لے کر تین عرصے تک اصل مقدمہ کی سماعت کو روکے رکھا کارخانہ میں ورکس ٹیٹی نہ بنانے پر پیٹھ محمد الیاس کے خلاف جناب محمد فاروق ولور اور یونین کے جنرل سکریٹری کے فیصلہ کی مدد پر دفعہ ۲۸ فرمایاں صنعتی تنازعات کے تحت سماعت جاری ہے۔ صنعتی عدالت میں کچی مزدور مرکزی کمیٹی کے کارکنان جناب ابن ایوب اور اشرف حسین رضوی مزدوروں کی نمائندگی کر رہے ہیں جبکہ مسٹر محمد عبدالغنی مالکان کی وکالت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یونین کی شکایت پر کارخانہ کے فزسٹرز محمد مجیدی و یونگ ماسٹر کے خلاف تقریرات پاکستان کی دفعات ۱۰۷ اور ۱۱۷ کے تحت فیصلہ جاری ہونے کا بھی ایس ڈی ہاربر کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔

مل مالکان کے تمام انتہائی شدید حملوں کے باوجود مزدوروں پر غم جوہل اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنی طبقاتی جدوجہد جاری رکھتے ہوئے ہیں اور اس میں روز بروز گہرائی و گیرائی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔

نورسلک ملز کے مزدوروں کی جدوجہد

ایک سال کے بعد بھی مطالبات اپنی پوائنٹ جگہ پر ہیں کراچی ۱۲ مارچ رمانندہ منشور سٹانڈرٹ ٹریڈنگ اسٹیٹ من واقع نورسلک ملز ٹیٹ کے مالکان نے ۱۷ فروری کو صنعتی عدالت دوئم سے اپنی پانچ ماہ پرانی درخواست واپس لے لی تھی جس میں انھوں نے نورسلک ملز لیبر یونین کی جانب سے اٹھائے گئے اکیس مطالبات پر مشتمل صنعتی تنازعہ

کراچی ۱۲ مارچ رمانندہ منشور اقبال سلک ملز ٹیٹ گھویر روڈ کی انتظامیہ کی رپورٹ پر اقبال سلک ملز کے سر کے صدر جناب احمد شاہ۔ نائب صدر جناب عظیم خاں جنرل سکریٹری جناب محمد فاروق جو انٹس سکریٹری محمد میاں جناب منظور علی خزانچی کے نام سب ڈویژنل مجسٹریٹ ہاربر نے سمن جاری کر دیئے ہیں اور حکم دیا ہے کہ ۱۲ مارچ کو حاضری عدالت ہو کر صفائی پیش کریں کہ کیونکہ ”نقص امن کے خطہ“ کے باعث ان سے ایک سال کے لئے ایک ہزار روپیہ کا جھگمک بھرا دیا جائے اور اتنی ہی رقم کی شیورٹی ملی جائے۔

یاد رہے کہ پچھلے سال کے وسط میں یونین کے دو درجن کے قریب عہدہ داروں اور سرگرم کارکنوں کی ناجائز برطرفی ختم کروانے اور دوسرے مطالبات منولنے کے لئے مزدوروں کے پانچ نمائندوں احمد شاہ۔ محمد فاروق۔ عظیم خاں۔ محمد میاں اور عبدالغفار الفاروقی صاحبان نے مالکان کے نام نوٹس جاری کیا تھا اور مالکان کی برطرف شدگان کو بحال نہ کرنے کی مذمت کے باعث مصالحتی بات چیت ناکام ہوئے پر تنازعہ صنعتی عدالت دوئم میں پیش کر دیا گیا تھا مگر مزدور قانون کی پیچیدگی کے باعث ابھی تک اصل تنازعہ پر کارروائی شروع ہی نہیں ہو سکی ہے اور مزدور دشمن قوانین سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے مالکان نے مزدوروں کو پچھلے آٹھ ماہ سے اپنے نام نہاد قانونی اعتراضات میں الجھاتے رکھا ہے۔ اور مزید باؤ ڈالنے کے لئے نمائندوں اور عہدیداران یونین کو برطرف کرنے کی اجازت طلب کرنے کے لئے فرماں صنعتی تنازعات کی دفعہ تیس کے تحت کم از کم نو مقدمات دائر کر رکھے ہیں دلچسپ بات یہ ہے کہ صدر احمد شاہ کے خلاف تین اور محمد میاں کے خلاف دو مقدمات دائر کئے جا چکے ہیں اور مزید مقدمات بنانے کی تیاریاں جاری ہیں۔ چارج شیڈوں۔ وازنگٹون دھکیوں۔ اجرتیں کم کرنے کی ترکیبوں اور دیگر مزدور دشمن حربوں کا سلسلہ اس کے علاوہ ہے اور ان تمام اقدامات کے باعث مزدوروں کو ایک بار پھر سرمایہ داروں کی مزدور دشمن سرشت کا تجربہ ہو گیا ہے۔ اور جووری ششہ میں چند بظاہر معمولی نوعیت کے مسائل پر یونین اور منتظمین کے درمیان سمجھوتہ سے مزدوروں میں ان کے رویہ کے بارے میں پیدا ہونے والی سوہم سی خوش فہمی بھی ختم ہو گئی ہے۔

مزدوروں کی جدوجہد میں روٹے اٹکانے اور تین مہینے سے زیادہ ملازمت والے مزدوروں کو قانون کے مطابق مستقل قرار دلوانے اور متعلقہ سہولتیں فراہم کروانے کی یونین کی جدوجہد کو ناکام بنانے کے لئے مالکان نے ستر (۷۰) ولوروں کو ۱۲ مارچ سے ”چھپائی“ کر کے نوٹس جاری کر دیئے ہیں۔ ان میں چھ مہینے سے دو سال تک کی ملازمت والے مزدور بھی شامل ہیں۔ اس سلسلے میں یونین کے ہڑتال نوٹس مجریہ ۲۹ فروری پر یونین کے درمیان مصالحتی گفتگو جاری ہے یہاں

کے مالک کے درمیان مزدوروں کے دس مطالبات پر مصالحتی گفتگو نامکام ہونے کے بعد مصالحتی افسر کے جاری کردہ پروانہ ناکامی کے ساتھ تنازعہ کو صنعتی عدالت میں لے جانے کی تیاری کی جا رہی ہے۔

یاد رہے کہ پولس۔ لیجنر نیخواہ دیواہ کی چھٹی۔ بائخوہ چھٹیوں اندراج توں میں اضافہ۔ وروپوں کی فراہمی نہنگائی الاؤنس۔ کرایہ آمدورفت اور عارضی الاؤنس وغیرہ کے مطالبات یونین نے ۵ فروری ۱۹۷۶ء کو ہڑتال نوٹس کے ذریعہ پیش کئے تھے۔ اس سلسلہ میں محکمہ محنت میں تین ہفتہ تک مصالحتی کارروائی جاری رہی مگر مالک نے روز اول سے کاروبار میں گھائے کا بہانہ بنا کر کوئی بھی مالی یا غیر مالی مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور آخر تک اپنے انکار پر مصر رہے جس کے باعث یونین کی تمام مصالحتی کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

اس کے علاوہ یونین نے میٹل انڈسٹری خصوصاً برتن سازی کے مزدوروں کی کم از کم اجرت بورڈ کے ایوارڈ مجریہ یکم مارچ ۱۹۷۶ء پر عمل درآمد کروانے کے سلسلہ میں بھی محکمہ محنت شعبہ معاونت کو متوجہ کیا ہے اور مزدوروں کی موجودہ تعداد کے تقریباً نصف یعنی پندرہ افراد کے سلسلہ میں تقریباً پانچ ہزار روپیہ کے تقاضا جات کی ادائیگی کا مطالبہ کیا ہے۔

تیز ۲۰ جنوری کے جلسہ عام میں مندرجہ ذیل افراد سال رواں (۶۸-۶۹) میں مزدوروں کی جدوجہد کی اگوائی کرنے کے لئے یونین کے عہدیدار چنے گئے۔
صدر۔ محمد حسین۔ نائبین صدر۔ قاسم اور وکیل خاں خبزل سکریٹری سیف جوانٹ سکریٹری محمد یونس پروڈیگنڈہ سکریٹری عبدالحمید۔ خازن۔ مناکیل شیر قانوی۔ وائر بشیر۔

محمدی ٹیکسٹائل مل حیدرآباد کے مالکان اور طبی امداد

حیدرآباد رہائندہ منشور محمدی ٹیکسٹائل مل حیدرآباد کے مالکان ہراس خردور سے جسکی اجرت دوسروں پر مہوار سے کم ہے دو روپیہ اور ہراس مزدور سے جسکی تنخواہ دوسروں پر مہوار سے زیادہ ہے چار روپیہ مہوار طبی امداد کے نام پر ہر ماہ جبراً تنخواہ کٹوتی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس طبی امداد کے نام پر ہر فرد سے اور ٹائم ادا کرتے وقت ایک اور دو روپیہ کاٹ لے جاتے ہیں۔ اس بل میں قریب ایک ہزار مزدور کام کرتے ہیں اس طرح ایک اندازے کے مطابق مل مالکان ہر چھ ہزار روپیہ مزدوروں کے خون اور پسینے کی کمالی آنکھ ادا نہیں کرتے۔

اس ناجائز ادراجہ کٹوتی کے بدلے میں جو طبی امداد ملتی ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس بل میں صرف ایک پارٹ ٹائم ڈاکٹر کام کرتا ہے جو کہ دن کے چوبیس گھنٹوں میں صرف چار گھنٹے مشکل سے اپنی ڈیوٹی پر آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس ۲۰۰۰/۷ سالانہ کی جبری کٹوتی سے مزدوروں کے لئے ابھی تک کوئی ایجوکیشن نہیں خریدی جاسکی۔ اگر مل کے اندر کوئی حادثہ پیش آجائے تو ایک مزدور تڑپ تڑپ کر جان تو دے سکتا ہے مگر طبی امداد مل نہیں کر سکتا۔

محمدی ٹیکسٹائل مل کے مالکان اس جبری کٹوتی کی کوئی رسید کسی مزدور کو نہیں دیتے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انتظامیہ کے پاس اس رقم کی آمد اور خرچ کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے اس رقم کو دراصل مل مالکان صرف اس کام پر خرچ کرتے ہیں کہ وہ مل کے اندر کسی صحیح مزدور تحریک کو قائم نہ ہونے دیں۔ اس کام کے لئے انتظامیہ نے چند نام نہاد مزدور خرید کر مل میں چھوڑ رکھے ہیں اگر کوئی مزدور انتظامیہ یا مالکان کے اس رویہ کی مذمت کرتا ہے تو اسکو یہ خریدے ہوئے آستین کے سانپ گھٹ باہر کر دیتے ہیں۔

انتظامیہ کے اس رویہ سے مزدوروں میں بے حد بے چینی پائی جاتی ہے اور مل مالکان کی اس گھناؤنی اسکیم سے ہر مزدور نالاں نظر آتا ہے۔

منشور

کے بارے میں قانونی اعتراضات اٹھائے تھے۔ معزز عدالت نے حکم دیا تھا کہ اصل تنازعہ کے ساتھ ساتھ اعتراضات کی سماعت بھی اس حکم کے مطابق حکومت مغربی پاکستان کے گزٹ میں چھپنے کے بعد ہوگی۔ مگر تا دمِ تحریر وہ گزٹ سامنے نہیں آیا ہے اور اندازہ یہ ہے کہ اصل تنازعہ پر عدالتی کارروائی شروع ہونے میں ابھی کم از کم دو ماہ کا عرصہ درگزرے گا۔

یاد رہے کہ یونین نے ۲۴ اپریل ۱۹۷۶ء کو اجرتوں، نہنگائی الاؤنس اور چھٹیوں میں اضافہ۔ دیوروں اور ٹیکسٹائل پر کام کرنے والے دوسرے مزدوروں کو واسطہ شرح پر چھٹیوں کی اجرتوں کی ادائیگی۔ کرایہ مکان و کرایہ آمدورفت عارضی الاؤنس۔ گریجویٹ اور جیڈ دیگر مطالبات ہڑتال نوٹس کے ساتھ مالکان کو پیش کئے تھے جن پر مصالحتی بات چیت نامکام ہونے کے بعد صنعتی عدالت سے رجوع کیا گیا تھا۔ مگر انتہائی ناقص قوانین کے باعث کارخانہ کے تقریباً آٹھ سو مزدوروں اور ان کے بال بچوں کے مسائل جو ان کے توں اپنی ایک سال پہلے والی جگہ پر نہ صرف قائم ہیں بلکہ روز بروز سنگین ہوتے جا رہے ہیں۔

دریں اثنا مالکان کی جانب سے سمجھوتہ کی بات تو برابر کی جاتی رہی مگر کوئی قابل قبول تجویز پیش کرنے کے بجائے صرف وہ مقدمات واپس لینے کا وعدہ کیا جا رہا ہے جو انھوں نے یونین کے جنرل سکریٹری جناب محمد یونس اور چار دوسرے کارکنوں کی برطرفی کی اجازت کے حصول کے لئے صنعتی عدالت میں داخل کر رکھے ہیں۔ ان مقدمات کا واحد مقصد یہ ہے کہ مزدوروں پر دباؤ ڈال کر انہیں اپنے جائز مطالبات سے دستبردار ہونے پر مجبور کیا جاسکے۔ یہاں مزدور قوانین کا دوسرا میلوس شکل میں سامنے آتا ہے کہ مالکان کی جانب سے اٹھائے گئے مطالبات پر کارروائی آخری مراحل میں پہنچ چکی ہے اور ایک مہینہ کے اندر اندر فیصلہ سنا دینے کے لئے عدالت میں مقدمات درج کیے گئے ہیں۔ عدالت میں مزدوروں کی نمائندگی جناب اشرف حسین رضوی اور جناب ابن ایوب اور مالکان کی وکالت مقرر محمد عبدالغنی کر رہے ہیں

علاوہ ازیں مالکان و محکمہ محنت کے نام یونین کے متعدد مراسلات پر گفت و شنید کے نتیجے میں کچھ مہینہ انتظامیہ نے آئندہ ٹیکسٹائل پر کام کرنے والے مزدوروں خصوصاً دیوروں کو سالانہ چھٹیوں (حقِ رضا) کی اجرتیں اور شرح پر ادا کرنے اور اس سلسلہ میں ۱۹۷۶ء کے تقاضا جات کی فوری طور پر آدائی خاطر کی جاتی ہے مگر ایک مہینہ گزرنے کے بعد بھی یہ وعدہ تشہ تکمیل ہے یاد رہے کہ ۱۹۳۴ء کے قانون کارخانہ جات میں اس بارے میں صریح وضاحت کے باوجود آج تک بہت ہی کم شرح مثلاً دیوروں کو پانچ روپیہ باسٹھ پیسہ روزانہ کے حساب سے چھٹیوں کے پیسے ملتے تھے۔ جبکہ ایک دیور کی اوسط آمدنی اس سے دو گنے سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ لہذا انتظامیہ نے سلک اور سے آن کی صنعت میں کام کرنے والے مزدوروں کے حوصلہ میں کم از کم اجرت بورڈ ایوارڈ مجریہ اپریل ۱۹۷۵ء میں مقرّر شرح کے حساب سے تمام مزدوروں خصوصاً آئندہ ٹیکسٹائل۔ رنگائی اور چھپائی کا کام کرنے والوں کو اجرتیں دینے پر بھی رضامندی ظاہر کی تھی مگر تا دمِ تحریر صرف چند آئندہ ٹیکسٹائل ہی کی اجرتیں شرح صحیح کئے جانے کی اطلاع ملی ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آٹھ گھنٹے سے زیادہ (یعنی بارہ گھنٹہ روزانہ) کام لینے پر زیادہ وقت کی اجرتیں دینی شرح پر ادا کرنے کی نا انصافی مندرجہ بالا مسائل سے علاوہ ہے۔

شفیق میٹل انڈسٹریز شیر شاہ کے مزدوروں

کے جدوجہد اور انتخابات
کراچی ۱۴ مارچ رہائندہ منشور شفیق میٹل انڈسٹریز وکس یونین اور کراچی

مزدور رہنما واحد یثیں کے اعزاز میں جلسہ عام

ہم اپنے ساتھی کے کام کو جاری رکھیں گے — کارکنوں کا ختم

نے یکم مارچ ۱۹۶۳ء میں سرٹکوں اور گلیوں میں گولیوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر کی ہے۔ ایسے عزیز اور جاں نثار دوستوں کا ساتھ کوئی پاگل یا بے ایمان شخص ہی چھوڑ سکتا ہے۔ اگر میں ہر صورت میں مزدور تحریک سے وابستہ ہوں تو اس میں بھی یکم مارچ کے عظیم شہیدوں اور غازیوں کے جاں بازانہ عزم، استقلال اور جذبے کا اثر شامل ہے۔ انھوں نے کہا کہ لیڈر کی اچھی چیز ہے، لیکن لیڈر شپ کا احساس بہت بری چیز ہے۔

آپ نے بتلایا کہ مزدور تحریک میں میرے آنے کا مقصد اس پورے سماجی ڈھانچے کو بدلنا ہے۔ اسی میں مزدوروں، کسانوں اور عوام کی نجات ہے۔ میں خود ایک غریب آدمی ہوں۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں بھی مجھے سرمایہ دارانہ مفاد کے حامل نظام تعلیم کو بدلنے اور غریبوں کو تعلیم سے محروم رکھنے کی سازشوں کے خلاف لڑنا پڑا۔ یہاں بھی وہی لڑائی لڑی جا رہی ہے۔ انھوں نے یکم مارچ کے شہیدوں کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ دہشت انگیز ماحول، سرمایہ داروں اور انتظامیہ کے ظالمانہ تسلط غدار اور ضمیر فروش نام نہاد مزدور لیڈروں کی آسیبی گرفت اور ناقص ترین آخر میں واحد بشیر نے کہا کہ میں آپ تمام ساتھیوں کے حکم سے علاج کے لئے عارضی طور پر جا رہا ہوں۔ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے ہر وقت تیار ہوں اور میری تمام صلاحیتیں مزدور طبقے کی سربلندی اور ان کی تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے وقف رہیں گی۔

اس سے پہلے کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے آفس سکرٹری غیاث الدین اقبال سلک ملز ورکرز یونین کے جنرل سکرٹری محمد فاروق سلک ورکرز یونین کے صدر جعفر خان جوائنٹ سکرٹری محمد اسحاق قمر ٹیکسٹائل اینڈ جنرل ملز ورکرز یونین کے جنرل سکرٹری عبدالسیم مغربی پاکستان ریلوے ورکرز یونین کراچی کے جوائنٹ سکرٹری اقبال احمد نے تقریریں کیں۔

مقررین نے واحد بشیر صاحب کی جدوجہد اور اصولوں پر ہر صورت میں عمل پیرا رہنے کے رہنمایانہ انداز کو زبردست خراج تحسین پیش کیا، اور کہا کہ خواب سے خواب حالات میں مزدور تحریک کی صحیح رہنمائی کی بدولت واحد بشیر صاحب کو مزدور برادری میں بے پناہ عزت و احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے مزدور دشمن حلقوں میں انھیں انتہائی خطرناک دشمن کی حیثیت حاصل ہے۔ انھوں نے کٹھن سے کٹھن حالات میں مزدور تحریک سے وابستہ رہ کر ایک شاندار اور قابل تقلید روایت کی بنیاد رکھی ہے۔ ہم اس بہادر ساتھی کو مرنے نہیں دیں گے۔ آج کے ساتھی دور میں وطن کا علاج ممکن ہے۔ ہم ان کا علاج کرائیں گے۔ اور ان کا شروع کیا ہوا کام انہی کی طرح پوری اہمیت، جی داری اور ہوشیاری کے ساتھ انجام دیں گے اور اسے قدم بہ قدم آگے بڑھا کر کامیابی کے ساتھ منزل تک پہنچائیں گے۔

مزدور قوانین کے باوجود لاکھوں منظم محنت کشوں نے صرف اپنے اتحاد کی بدولت اپنے مقدس خون کی قربانی دے کر اس ہڑتال کو کامیاب بنایا۔ منظم مزدوروں کے سمندر میں تمام سازش اور ظالم عناصر مفرق ہو گئے۔ اور حکومت کو جھک کر

کراچی ۱۵ فروری (مناسبتہ منشور) اتوار مورخہ ۲۸ جنوری کی سرد فریسی اور بارش زدہ صبح میں کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے عہدے داران و ممبران مجلس عاملہ اور بہت سے مزدور کارکنوں نے اپنے بہادر ساتھی۔ جاں نثار دوست، اور شفیق رہنما جناب واحد بشیر صاحب کے اعزاز میں مقررہ جلسہ عام میں شرکت کی۔

شبانہ روز محنت سے ان کی صحت پر برا اثر پڑا اور تب دن چیلے ملک مرض کے جراثیم نے ان کے جسم پر دھاوا بول دیا مگر انھوں نے ایک فرد کی جماعتی صحت کے مقابلے میں محنت کش طبقے کے کروڑوں افراد بلکہ پورے معاشرے کی ذہنی اور جسمانی صحت کی طرف زیادہ توجہ دی۔ اسی لئے امکانی علاج کے باوجود ان کی حالت روز بہ روز گرتی چلی گئی۔ طبی مشوروں کی روشنی میں انہیں مکمل آرام اور تہیائی آب و ہوا کے لئے کراچی سے باہر بھیجا جا رہا ہے۔

جناب واحد بشیر کو خراج تحسین پیش کرنے کے اس موقع پر ساتھی اور دوست جہاں اس احساس سے خوش اور مطمئن تھے کہ ان کا بہادر ساتھی کارکن اب آرام سے مکمل علاج کے بعد دوبارہ ان کی صفوں میں شامل ہو جائے گا وہیں اس بات سے یقین دہانے کے لئے دل سوزی، جرأت اور صبر کے ساتھ تحریک کو آگے بڑھانے والے ساتھی کے لئے ہر وقت علاج حیا نہ کیا جاسکا اور اسے اس تاڑک صورت حال میں ساتھیوں سے جدا ہونا پڑ رہا ہے۔ بیشتر مقررین نے رُندھے ہوئے گلے سے اپنے ساتھی کی مدد پرانہ رہنمائی اور جدوجہد کو تیز تر کرنے کی کوششوں کا تذکرہ کیا۔ اور شدت گریہ کی وجہ سے اپنی تقریروں کو جاری نہ رکھ سکے۔ مقررین نے اس موقع پر یہ عہد کیا کہ ملک سے اور دنیا سے سامراجیت، سرمایہ داریت اور جاگیر شاہی، نوکر شاہی کو مٹانے کے لئے جس راستے کی نشاندہی واحد بشیر نے کی ہے اس پر گامزن رہ کر ان کی شروع کی ہوئی جدوجہد کو تکمیل تک پہنچائیں گے۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے واحد بشیر نے کہا کہ عظیم لیڈر محترم مزدور رہنما اور استاد والے الفاظ جو میرے لئے استعمال کئے گئے ہیں، میں اسے ساتھیوں کے دل سے خلوص نیت کے ساتھ نکلی ہوئی آواز سمجھتا ہوں۔

لیکن میں اس طرح کے طرزِ خطاب کو پسند نہیں کر سکتا۔ ان چیزوں سے خواہ خواہ کا تکلف زدہ ماحول جنم لیتا ہے۔ ہم ساتھیوں کو چاہئے کہ بے تکلفی برابری اور جمہوری انداز میں بات چیت کرنے والی دیرینہ روایت کو ہمیشہ اور ہر حالت میں برقرار رکھیں۔ ہم سب ساتھی ایک مقصد، ایک نصب العین اور ایک نظریے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس میں ہم برابر ایک دوسرے سے سیکھ رہے ہیں۔ اس لئے ہم سب برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر میرے ساتھ آپ جیسے دارکار کنوں کی رفاقت شامل نہ ہوتی تو میں مزدور تحریک کے کام کو ہرگز جاری نہ رکھ سکتا۔ کیونکہ ہم مزدوروں اور عوام پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں عوام اور مزدوروں کی بھرپور حمایت حاصل ہے جو ہماری صحیح حکمت عملی کا بین ثبوت ہے۔ ہم کارکنوں کی حفاظت مزدور

کر دیا اور میں اپنے مطالبات دوبارہ عدالت کے سامنے پیش کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ مگر عدالت میں بھی ایک بار پھر مالکان کے نام نہاد اعتراضات کا سامنا ہے۔ سات ماہ گزرنے کے باوجود اصل مطالبات پر ابھی تک کسی قسم کی کارروائی نہیں ہوئی ہے اور اندازہ ہے کہ اگر یہی رفتار برقرار رہی تو اصل مطالبات پر کارروائی شروع میں ابھی کم از کم چھ ماہ اور لگیں گے۔

اس کے علاوہ محکمہ صحت کے صیغہ معائنہ میں ۱۹۶۶ کی سالانہ چھٹیوں (مختی رضا) اور چند دوسرے مسائل کے سلسلہ میں بھی پچھلے ایک سال سے کارروائی جاری ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیلات بتاتے ہوئے یونین کے نمائندوں نے انکشاف کیا کہ ہم نے مارچ ۶۷ء میں محکمہ صحت کے صیغہ معائنہ کو ایک درخواست کے ذریعہ اطلاع دی تھی کہ ہمیں ۱۹۶۶ کی سالانہ چھٹیوں کے بدلے ادائیگی کروائی جائے۔ اس درخواست کا ایک نقل صیغہ معائنہ کے حوالہ بھی کی گئی تھی۔ اس پر صیغہ معائنہ کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے راجدالپور نے تحقیقات کرنے کے بعد اپنے مراسلہ مورخہ ۱۷ اپریل ۶۷ء کے ذریعہ صیغہ معائنہ سے سفارش کی تھی ٹیکسٹریل ایکٹ کے تحت انتظامیہ کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے اس دوران صیغہ معائنہ میں مختلف لیرا فرائز خصوصاً مسٹر اعجاز شیخ، میاں محمد حفیظ، نسیم چودھری، رضا خان ادب میاں معراج دین کے پاس کارروائی جاری رہی۔ لیکن مل مالکان مختلف بہانوں سے اس سلسلہ میں ٹال مٹول کر کے مزدوروں کو تنگ کر رہے ہیں مگر محکمہ صحت ان کے خلاف کوئی قدم اٹھانے میں بے بس نظر آتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کارخانہ میں کام کرنے والوں کی اکثریت عمر رسیدہ افراد پر مشتمل ہے۔

گورنمنٹ ٹرانسپورٹ حیدرآباد کے ملازمین کی مشکلات

گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس حیدرآباد کے حکام نے مزدوروں کے مفاد کو کھینچنے کے حقوق کو سبب کر کے اور گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس ایمپلائز ایسوسی ایشن کو کہہ کر ان کے ملازمین کی صحیح نمائندہ جماعت سے کو ختم کرتے کے لئے ویٹ پاکستان ریڈو ٹرانسپورٹ ایمپلائز یونین کے نام سے ایک نام نہاد ریڈیو فیلڈریشن کو جنم دیا ہے جس میں غلامانہ ذہن کے چند خریدے ہوئے کارندے کام دیتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ جب گورنمنٹ ٹرانسپورٹ ایمپلائز ایسوسی ایشن نے صنعتی عدالت کراچی سے رجوع کر کے اپنے مطالبات تسلیم کرانے تو اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے حکام نے ملازمین کے ساتھ ناجائز قسم کی سختیاں شروع کر دیں اور خاص کر ایمپلائز ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کو نکلنے کی جہد و جدوجہد شروع کر دی۔ اور اس طرح سے بہت سے ملازمین کو ایک ایک مہینے کا نوٹس دے کر ملازمت سے برطرف کر دیا۔ بہت سے سیڑھوں کو ان اور سب ڈکیمیز کو جو نیڑے لگا کر انکی تنخواہیں کم کر دی گئیں۔ وجہ یہ تھی کہ ان پر شعور مزدوروں نے اپنے مطالبات کو واپس لینے کے لئے حکام سے سوردے بازی کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اپنے تمام مطالبات کو اپنا حق جانتے ہوئے حکام کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

باوجود اس کے کہ کراچی میں جلد ہی گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی نئی سروس کا آغاز ہوا ہے حالانکہ وہاں بھی سب سے باز نہیں آتے اور اپنی شکست کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہم فیصد ملازمین کو ملازمت سے برطرف کر دیا ان تمام غلامانہ ذہن رکھنے والے حکام کی دھاندلیوں سے جھٹکا رہا ہے کہ لئے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس ایمپلائز ایسوسی ایشن نے گورنر مغربی پاکستان جناب محمد موسیٰ خاں اور وزیر محنت جناب ملک الیاء خاں سے اپیل بھی کی ہے مگر ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

سمجھوتہ کرنا پڑا۔ بلاشبہ اس میں سینکڑوں مزدور کارکنوں کی رہنمائی اور محنت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس جدوجہد کی بدولت سرمایہ داروں کی پروردہ اور نمائندہ حکومت کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ مزدور قوانین مزدور مفاد کے منافی ہیں اور ان میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ہم مارچ کی تحریک کو بالآخر عارضی طور پر ناکام بنا دئے جانے کے بعد خواب حالات سے گھبرا کر اور سرمایہ داری نظام میں صرف چند لوگوں کے لئے مخصوص عیش و آرام کے فریب میں مبتلا ہو کر بہت سے کارکن مزدوروں کے مخالفت کیمپ میں چلے گئے۔ لیکن اس سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ کمزور کردار کے لوگ اپنے اپنے مفادات لے کر تحریک میں آتے جاتے رہیں گے لیکن اس سے تحریک کا کام رُکے گا نہیں، جاری رہے گا اور آگے بڑھتا رہے گا۔ انھوں نے کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کو بطریقاً بنیاد پر منظم یونینوں کا مرکز قرار دیتے ہوئے اپنے اس عزم و یقین کا اظہار کیا کہ ہماری جدوجہد کے نتیجے میں یہ ایک دن ملک بھر کے مزدوروں کی ایک عظیم مرکزی تنظیم کی شکل اختیار کر لے گی۔

مزدور مرکزی کمیٹی کراچی کی جانب سے جناب اشرف حسین رضوی نے اعلان کیا کہ واحد بشیر کے علاج معالجے کے تمام اخراجات کمیٹی برداشت کرے گی۔ اس فیصلے کی تمام ساتھیوں نے مکمل اتفاق رائے سے تائید کی۔ جناب ابن ایوب جو اسٹسٹ سکریٹری کراچی مزدور مرکزی کمیٹی نے کہا ساتھیوں کو ان کے قابل تقلید کارناموں پر خراج تحسین پیش کرنا ایک انتہائی اہم اور مقدس فریضہ ہے۔ واحد بشیر جیسے عظیم ساتھی کے لئے کمیٹی کا یہ فیصلہ کہ ان کا علاج کمیٹی کی جانب سے کیا جائے گا ایک انقلاب آفریں اقدام ہے۔

پاکستان ٹیکسٹائل ملز کے مزدوروں کے مسائل

مالکان کے ٹال مٹول اور محکمہ صحت کے بے بسی

کراچی ۱۵ مارچ نمائندہ منشور تقریباً دو سال ہوئے کہ تنگھو پروڈر واقع سوئی کپڑے کے کارخانہ پاکستان ٹیکسٹائل ملز کے مزدوروں نے اپنے مسائل کے سلسلہ میں ملک کے مروجہ قوانین کے تحت مالکان کو ہڑتال نوٹس دیا تھا مگر کسی سوز مزدور اور ان کے اہل و عیال ابھی تک اپنے مطالبات کے سلسلہ میں کسی قسم کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔

اس سلسلہ میں نمائندہ منشور سے ایک ملاقات میں مزدوروں کے چند نمائندوں نے بتایا کہ جون ۱۹۶۶ میں مالکان نے اچانک کارخانہ بند کر کے کئی ماہ تک ہمیں بے روزگار رکھنے کے بعد اگست میں دوبارہ چالو کیا تھا۔ دو ماہ سے زیادہ مدت تک ہمیں بے کار رکھا گیا مگر کسی قسم کا کوئی معاوضہ نہ دیا گیا۔ بلکہ مالکان کا ظلم و ستم بڑھتا ہی رہا۔ چنانچہ ستمبر میں ہم نے صنعتی تنازعات کے فرمان مجریہ ۱۹۵۹ء کے تحت اپنے پانچے نمائندوں کے ذریعہ مالکان کو ہڑتال نوٹس دیکر اپنے مطالبات پیش کیے۔ مصالحتی گفتگو ناکام ہونے کے بعد تنازعہ صنعتی عدالت کے سپرد کر دیا گیا جہاں مزدوروں کے مسائل کے بجائے مالکان کے ابتدائی قانون اعتراضات کی سماعت کر کے عدالت نے اعتراضات کو منظور کرتے ہوئے صنعتی تنازعہ کو خارج کر دیا۔ خوش قسمتی سے اس دوران ہماری یونین بنام پاکستان ٹیکسٹائل ملز ورکرس یونین کا رجسٹریشن ہو گیا۔ چنانچہ ہم نے جولائی ۶۷ء میں یونین کے ذریعہ ہڑتال نوٹس دیکر پھر اپنے مطالبات پیش کر دیے۔ اس بار پھر مالکان نے نام نہاد قانونی اعتراضات کا سہارا لیتے ہوئے مطالبات پر سخت و شیند کرنے سے انکار

اورنٹیل سلک ملز کے مزدوروں کی جدوجہد

کراچی ۱۴ فروری (تمآئندہ منشور) اورنٹیل سلک ملز درکر یونین کراچی کے صدر جناب شمشاد خاں نے مندرجہ ذیل پمفٹ شاعت بھیجی ہے۔

۲۰ اگست ۱۹۶۷ء کو یونین تشکیل پائی۔ یونین کے وجود میں آنے ہی انتظامیہ نے پہلے تو دستخطی نمائندوں کو دھمکیاں دیں۔ لیکن جب دھمکیوں کا کوئی اثر نہیں ہوا تو پھر سو دے بازی کی ذیل ترین حرکت پر اتر آئے۔ جب انتظامیہ کو اس سہولت سے میں بھی منہ کی کھانی پڑی اور کوئی بھی ان کے جھانے میں نہ آیا تو پھر سرگرم کارکنوں کی نشینوں پر ایسا مال بکوا لیا گیا۔ جس سے ان کی احمدتیں پیسے سے بہت کم آنے لگیں۔ اس عرصے میں یونین رجسٹریشن کے لئے سات افراد کی دستخطوں سے جو درخواست رجسٹر اکر دی ہوئی تھی۔ ان میں سے بھی لوگوں کو توڑنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن منتظمین کو تمام چالوں میں ناکام ہونا پڑا۔ بالآخر انتظامیہ نے ارقم المحروف کے نام سے (جو اس وقت نائب صدر تھے) ایک درخواست رجسٹر اکر کو بھیجی جس میں تحریر کیا کہ یونین میں کوئی جان نہیں ہے اور دوسرے عہدیداروں سے مجھے اتفاق نہ ہونے کی صورت میں۔ میں یونین سے استعفا دیتا ہوں۔ اور چونکہ یونین میں کچھ جان نہیں ہے۔ اس لئے میرے ساتھ یہ یونین ممبران بھی یونین سے متعفی ہوتے ہیں۔ اس درخواست پر انتظامیہ نے یونین کے جعلی دستخط کے اور ارقم المحروف کے بھی جعلی سائن کرنے کے بعد یہ درخواست رجسٹر اکر روانہ کی جس سے فوری طور پر رجسٹریشن رک گیا۔ اور تفتیش شروع ہو گئی۔ تفتیش پر یہ ثابت ہو گیا کہ تمام دستخط جعلی تھے۔ چنانچہ رجسٹریشن سرٹیفکیٹ مل گیا۔ کارخانہ داروں کا جب یہ وارڈ بھی کارآمد ثابت نہ ہو سکا تو پھر انھوں نے عام ممبران کو بدول کرنے کے لئے معاشی بدعالی پھیلا دی اور تمام مشینوں پر ایسا مال بکوا یا جس سے دو تین روپے سے زیادہ کام نہ ہو سکے۔ دوسری طرف یونین کے عہدیداروں کو بھی مسلسل پلین اور غنڈوں کے ذریعے تنگ کیا جاتا رہا۔ اس تمام وارڈ مکاری اور طرح کے جھگڑوں کے باوجود اورنٹیل کے سرمایہ داروں کو۔ کوئی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

ان تمام جھگڑوں میں انتظامیہ کو بھی کافی مالی نقصان پہنچا اور جب انہیں یقین ہو گیا کہ اب کسی عہدیدار کو توڑنا بس سے باہر ہے تو پھر کھلا ہٹ میں آکر انتہائی شرمناک حرکت اٹھاتے ہوئے یونین کے جنرل سکریٹری محمد اسلم کا ایک استعفیٰ تیار کر کے اور خود ہی اپنے ہاتھ سے سائن کر کے یسٹرڈیا ریمٹ میں پیش کر دیا کہ جنرل سکریٹری نے سترہ جنوری کو کہنی سے کام چھوڑ کر اپنا حساب لے لیا ہے۔ اور اب وہ ملز میں ملازم نہیں۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ محمد اسلم صاحب ملز میں ننخواہ لیتے دلت ہمیشہ اردو میں دستخط کرتے ہیں۔ یہ ڈیپارٹمنٹ میں ہر جگہ محمد اسلم صاحب کے سائن انگریزی میں ہیں اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے انتظامیہ نے استعفیٰ پر جعلی سائن کئے وہ انگریزی میں کر دیئے۔ اور اٹھارہ جنوری کو شہاب الدین قریشی کے روپر و پیش کے قریشی صاحب نے محمد اسلم صاحب سے تین جگہ انگریزی میں دستخط کر کے ملایا تو بہت فرق تھا۔ وہیں اسلم صاحب نے اس بات کا اکتشاف کیا کہ کارخانہ میں۔ میں اردو میں دستخط کرتا ہوں۔ اس کے بعد مینٹنگ درخواست ہو گئی اور جب دوبارہ۔ بارہ فروری کو قریشی صاحب کے پاس مینٹنگ ہوئی تو اس مینٹنگ میں انتظامیہ نے جو محمد اسلم کا استعفیٰ واؤچر پیش کیا تو اس دفعہ اردو میں دستخط پیش کئے بہر حال کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا ہے۔ ملازمین کے اندر کے حالات بھی مالکان جان بوجھ کر خراب کر رہے ہیں۔ ہر روز ایک نیا جھگڑا کھڑا کر لیتے ہیں اور دھمکیوں کا سلسلہ بدستور

انڈیا فلور ملز کے چالیس مزدوروں کی برطرفی

کراچی، انڈیا فلور ملز کے مالکان نے مل کے چالیس مزدوروں کو ملازمت سے برطرف کر دیا ہے، اس سلسلے میں مل مالکان کی جانب سے ایک نوٹس جاری کیا گیا، اس برطرفی سے پہلے انڈیا فلور ملز درکر یونین درجسٹرڈ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۳ مارچ ۱۹۶۸ء میں اپنے چند مطالبات مل مالکان کے سامنے پیش کئے تھے جس میں مہنگائی، الاؤنس میں اضافہ، مزدوروں کی تعداد میں اضافہ، اجرت والے مزدوروں کی مستقل ملازمت، آئس اشٹاف کیلئے یونین قائم، ملازمین کیلئے طبی سہولتیں اور اس طرح کے کئی مطالبات پیش کئے تھے، ملز مالکان کے اس ناجائز اور نامنصفانہ برطرفیوں کے خلاف درکر یونین کی جانب سے ہڑتال کا نوٹس جاری کر دیا گیا ہے۔ درکر یونین کے صدر نے وزارت محنت کے ذمہ دار حکام سے یہ اپیل کی ہے کہ وہ مل مالکان کی ناجائز اور نامنصفانہ رویے کے خلاف فوری مداخلت کریں۔ تاکہ برطرف شدہ ملازمین دوبارہ اپنی ملازمتوں پر بحال کئے جائیں۔

مختصر خبریں

کراچی — پاکستان پی ڈبلیو ڈی درکر یونین کراچی کے جنرل سکریٹری رحم علی جاویدی نے اس امر پر سرت کا اظہار کیا ہے کہ ڈاکٹر کو جنرل بلڈنگس لاہور نے ملازمین کی برطرفی منسوخ کر دی اور ان کی غیر قانونی برطرفی پر تحقیقات کا حکم دیا ہے، انہوں نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ کچھ افسران ملازمین کو کام چھوڑنے اور محکمہ کے کاموں میں خلل ڈالنے کے الزام میں ملوث کرنا چاہتے ہیں انہوں نے صوبائی بلڈنگ سرکل کے سپرنٹنڈنٹنگ انجنیئر سے درخواست کی کہ وہ ایسے عناصر کے خلاف فوری اقدام فرمائیں تاکہ محکمہ کا نظام متاثر نہ ہو۔

پشاور — ۲۹ فروری، لوکل باڈیز ایمپلائز یونین پشاور سجن کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں حکومت کی توجہ ضلع ہزارہ کی ٹاؤن کمیٹیوں کے ملازمین کی برطرفیوں کی جانب مبذول کرانی گئی۔ ملازمین کے خلاف انتظامیہ کے رویے کو افسوسناک قرار دیا گیا اور کسٹروڈیائی کسٹرس تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا، ایک قرارداد کے ذریعہ فیصلہ کیا گیا کہ یکم اپریل سے بلدیاتی ملازمین بطور احتجاج اپنے بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھیں گے، اجلاس نے گورنر مغربی پاکستان سے بھی سہر دارانہ غور کی اپیل کی۔

جاری ہے عام ممبران کو مسلسل سات ماہ سے خراب بیم دیکر معاشی بدعالی کا شکار کیا جا رہا ہے۔ مالکان کی غنڈہ گردی حد سے تجاوز کر چکی ہے جس سے مزدوروں میں عام بے چینی پائی جاتی ہے۔ اندر سے لیکر آج تک کتنی مکاریاں کتنی غنڈہ گردیاں ہوئیں ان کی تفصیل بھی کتنی عجیب ہے۔

- ۱۔ رجسٹریشن رکوانے کے لئے جعلی دستخطوں کی درخواست
 - ۲۔ محمد اسلم جنرل سکریٹری کا جعلی استعفیٰ جس پر ایک دفعہ انگریزی دستخط دوسری دفعہ اردو میں۔
 - ۳۔ پولس مداخلت
 - ۴۔ غنڈوں کے حملے
 - ۵۔ اندرونی بگڑے ہوئے حالات
- الغرض اورنٹیل سلک ملز درکر یونین چاروں طرف سے حملوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔

دوستوں کو پہچانو — دشمنوں کو پہچانو

تحریک یکم مارچ کے شہیدوں کو سلام

ایسا نہ کرنے کی صورت میں ہماری قربانی سے الٹا استحصالی طبقے کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

ہمارے ملک میں سب مزدوروں کے لئے سیاسی حالات انتہائی ناموافق ہیں۔ استحصالی طبقوں کی گرفت ہر شعبہ حیات پر مضبوط ہے۔ اور اقتدار پر ان کا مکمل قبضہ ہے۔ مستحکم مزدور تنظیمیں اگر اپنے اتحاد کی بدولت مطالبات منوا کر اپنی اجرتیں بڑھانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں تو سرمایہ دار مہنگائی میں اضافہ کر کے ہمیں پھر منہ پیٹتی ہے۔ حکومت کے ہاتھ دھکیل دیتے ہیں۔ ملک کی سیاست اور معیشت پر استحصالی گروہ کا مکمل کنٹرول ہے۔ اور کسی قسم کی معاشی منصوبہ بندی میں مزدوروں کا کوئی دخل نہیں ہے۔ ہم پر آج آمریت حکمران ہے۔ یہ آمریت نام نہاد جمہوریت کو ختم کر کے مطلق کئی تھی۔ اس سرمایہ دارانہ جمہوریت میں کسی حد تک تحریک، تقریر اور نشر و اشاعت کی آزادی ہوتی ہے۔ اس لئے نام نہاد جمہوریت آمریت کے مقابلے میں کچھ بہتر ہوتی ہے لیکن موجودہ آمریت کو جمہوریت کا نام لیکر یا تو لوں کے ذریعے ختم نہیں کیا جاسکتا دنیا کے نیم آزاد نیم لڑا آبیاتی نیم سرمایہ دار ملکوں کی طرح بین الاقوامی سامراج کو ہمارے ملک میں پورا عمل دخل حاصل ہے۔ حکومت اور اس کے تمام کل

پرزے سامراجیوں کے پھوپھیں۔ اس لئے جیت تک سیاسی آزادی نہ ہو ہمیں عوام اور مزدوروں کے حقوق دشمنوں۔ سامراج۔ سرمایہ دار اور جاگیردار سے لڑنا پڑے گا۔ اس رطائی میں کامیابی کے لئے مزدوروں کو صحیح فکر اور شعور حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مزدور طبقے کو اپنے دوست عناصر کی رفاقت اور مخلص فعال اور سنجیدہ قیادت کی رہنمائی میں تن من دھن کی بازی لگانا کر طویل صبر و استقامت اور مسلسل جدوجہد کا عزم کرنا چاہیے۔ شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کا یہی سب سے اچھا اور ایسا انداز طریقہ ہے۔

اس سے پہلے کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے آفس سکرٹری غیاث الدین نے یکم مارچ ۱۹۳۷ء کے ایک شہید وزیر علی روپور ایچ ایم سلک ملز کی شہادت کے متعلق تفصیل بتلانے کے بعد تحریک یکم مارچ کا جائزہ پیش کیا جیسے میں سلک درگرس یونین کے جوائنٹ سکرٹری محمد سخی، جوائنٹ سکرٹری برائے لائڈھی جناب رفعت حسین، کراچی شور و مرکز یونین کے صدر ساجد حسین، ڈیپو بی آر درگرس یونین کراچی کے ڈوئیزل سکرٹری محمد سلیمان نور سلک ملز لیر یونین کے سرگرم کارکن تیفیع الدین اور ان کے علاوہ دوسرے کارکنوں جناب سلطان میوانی و کفایت اللہ خان نے بھی تقریریں کیں۔ مقررین نے تحریک یکم مارچ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ دیتے ہوئے اس تحریک کو ملک کی محنت کشوں کی جدوجہد کے لئے اہم سنگ میل قرار دیا اور کہا کہ اس تحریک کی کامیابی کے بعد مزدوروں کو دیتے ہوئے مطالبات سے بچنے کے لئے سرمایہ داروں نے گرفتاریوں۔ وسیع پیمانے پر کارکنوں کی چھائی اور دوسرے حربوں کے ذریعے مزدوروں کی تحریک کو کینے کی کوشش کی اور ساتھ ہی ساتھ ٹھی بھر کر دہل دیا یا لالچی کارکنوں کو چند کچنوں کے عوض خرید لیا گیا تاکہ مزدوروں کو فریب دیکر انتشار کا فتنہ بنا دیا جائے۔ لیکن ہم با شعور مزدور کارکن ان افراد کے کردار سے بھی پوری طرح باخبر ہو چکے ہیں اور یکم مارچ کے شہیدوں کے جذبہ کی روشنی میں

کراچی یکم مارچ دنما تذہ منشور آج سے پانچ سال قبل کراچی کے مزدوروں نے اپنے مطالبات حاصل کرنے کے لئے تمام آئینی ذرائع استعمال کرنے کے باوجود ناقص مزدور قوانین حکومت کی عدم توجہی اور سرمایہ داروں کے خفیہ میں جانب دارانہ طرز عمل۔ سرمایہ داروں کے پیدا کردہ نام نہاد مزدور لیڈروں کی سازشوں کی بدولت ناکام ہو کر مکمل عام ہڑتال کے ذریعے مزدور دشمن طاقتوں کو گھٹنوں کے بل جھکا کر شاندار کامیابی حاصل کی تھی۔ اس عظیم جدوجہد میں حصے لینے والوں کو قید و بند۔ لاکھوں گولیوں اور دیگر مصائب سے دوچار ہونا پڑا تھا یکم مارچ ۱۹۳۳ء کی فائرنگ کے بعد بھی چار روز تک کراچی کے دولاکھ محنت کشوں پر مسلسل لاکھیاں برسائی گئیں اور آئینوں کے شیل فراخ دلی کے ساتھ پھینکے گئے لیکن مزدوروں کے اپنی اتحاد کے سامنے بالآخر حکومت اور سرمایہ داروں کو محنت کشوں سے سمجھوتہ کرنا پڑا جس کے مطابق تحریری وعدہ کیا گیا کہ۔

۱۔ شہیدوں اور زخمیوں کا معاوضہ ادا کیا جائے گا ۲۔ فائرنگ اور لالچی چارج کی عدالتی تحقیقات کروائی جائے گی ۳۔ گرفتار شدہ کارکنوں کو ضمانت پر رہا کیا جائے گا اور مقدمات واپس لینے کے لئے اور وارنٹ منسوخ کرنے پر رضی کیا جائے گا ۴۔ ہڑتالی مزدوروں کو چھپا سٹھ فی صدی تنخواہ ادا کیا جائے گا ۵۔ چھ روزہ عام ہڑتال کی پوری تنخواہ ادا کیا جائے گی ۶۔ رجن اداروں میں مزدوروں کے مطالبات پورے نہ ہونے کی وجہ سے بات ہڑتال تک پہنچے گئے تھے۔ وہاں کے مزدوروں کے تنازعات پر تصفیہ کر دیا جائے گا۔ ۷۔ محکمہ محنت کو غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کرنے کو کہا جائے گا ۸۔ مزدوروں کے پولس اور تنخواہ میں اضافے کے لئے کمیٹی بھیجا جائے گا جس میں کراچی اور لائڈھی سے رابطہ کو نسل موجودہ کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے دو ممبران سے جائیں گے ۹۔ مزدور قوانین میں ترمیمات کر کے انہیں مزدوروں کے لئے بہتر بنا دیا جائے گا اس تحریک کی اہمیت پاکستان میں وہی ہے جیسے بین الاقوامی محنت کشوں میں تحریک یکم مارچ کی اہمیت مسلم ہے۔

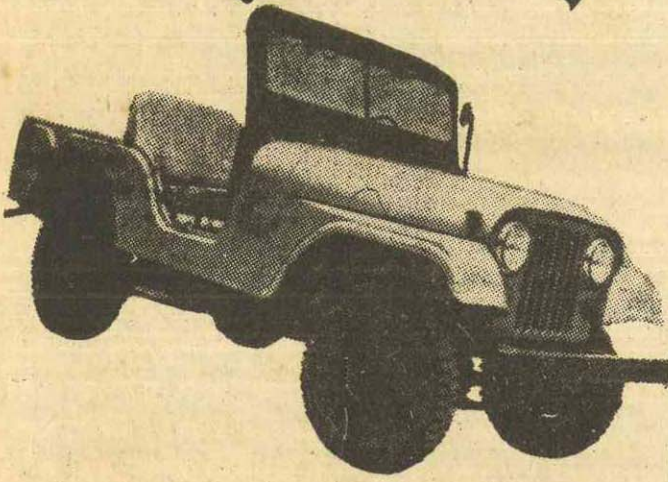
اس تحریک کی یاد تازہ کرنے کے لئے کراچی مزدور مرکزی کمیٹی کے آفس واقع منگھو پیر روڈ میں سرگرم مزدور کارکنوں کا ایک جلسہ عام جناب ابوبکر صاحب کی صدارت میں شام کے چار بجے منعقد ہوا۔

اس موقع پر جناب صغیر احمد ممبر مجلس عاملہ کراچی مزدور مرکزی کمیٹی و ڈائریکٹر فائرنگ سکرٹری ایریڈیز ایمپلائز یونین۔ پی۔ آئی۔ اے برائے یکم مارچ سٹڈ کے شہیدوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

انہوں نے کہا کہ آج جبکہ ہم ان شہید ساقیوں کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ جنہوں نے ہمارے عصب شدہ حقوق کو حاصل کرنے کے لئے آواز اٹھائی۔ اور بہادری سے جدوجہد کرتے ہوئے اپنے مقدس خون کی قربانی دی۔ مزدور طبقے کے مفاد میں ہمارے لئے اس خون کے متعلق کئی اہم سوالات سامنے آتے ہیں۔ ہمیں ایک اچھے کارکن کی حیثیت سے ان پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔ مزدور تحریک میں خون کی قربانی کی ضرورت آئندہ بھی پیش آسکتی ہے۔ لیکن قربانی دینے سے پہلے ہمیں حالات و واقعات کا پورا وسائل کے ساتھ ٹھوس حقیقت پسندانہ جائزہ لینا اور اس کے بعد فیصلہ کرنا

اب دستیاب ہیں

جسٹس



اسٹاک محدود ہے
براہ کرم رجوع کریں

کانڈا والا انڈسٹریل پیڈ

کانڈا والا بلڈنگ - ایم اے جناح روڈ کراچی

ٹیلیفون: ۳۹-۳۸-۳۰۳۷

ٹیلیفون: ۸۱۳۶۴-۱۳۱ مونی جھیل - رمنڈھا

ایسٹرن آٹوموبائل (لاہور) لمیٹڈ

۱- دی مال - لاہور - ٹیلیفون: ۲۲۶۳

مزدور تحریک کو قدیم بہ قدم منزل تک پہنچانے کے لئے برابر جدوجہد کرتے رہیں گے اور تمام مزدور دشمن لوٹ کھسوٹ کرنے والی مقامی اور بین الاقوامی قوتوں کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکیں گے۔

جناب ابن الیوب جو آئٹنٹ سکرٹری کراچی مزدور مرکزی کمیٹی نے کہا کہ بڑی خوشی اور اطمینان کی بات ہے کہ تحریک یکم مارچ کی روح ہم مزدور میں موجود ہے۔ انھوں نے تحریک مارچ کے شہیدوں کو خراج تحسین پیش کیا اور بتایا کہ ان بھادر بھڑادر جیلے ساتھیوں کے عظیم جدوجہد اور قربانی کو یاد کرتے وقت آج جب ہم اپنا جائزہ لیتے ہیں تو ہم آج بھی اسی مقام پر کھڑے ہیں جہاں ۱۹۳۲ء میں تھے۔ انھوں نے مزید کہا کہ بین الاقوامی سامراج کی نیت بنیادی میں تمام عوام دشمنی عنانہ سرمایہ دار - جاگیردار اور نوکشاہی ہم برابری طرح حاوی ہیں۔ ان حالات میں مزدور طبقہ اپنی پوری انقلابی صلاحیتوں کے باوجود ایکلا مذکورہ منظم دشمنوں کا مقابلہ کر کے انہیں زیر نہیں کر سکتا۔ بلکہ مزدور طبقہ کی رہنمائی میں تمام مظلوم طبقوں کے ساتھ اتحاد قائم کرنا پڑے گا۔ اس اتحاد میں ہمارا سب سے بڑا رفیق کسان ہے اس کے بعد - دانشور - چھوٹے بیوپاری اور دوسرے غریب عوام ہیں۔ یکم مارچ کی تحریک کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ چیچمیلڈر شپ نیکی ہو تو عوام کے سامنے آگئی ہے۔ اور مزدور دن میں ان لوگوں کے خلاف عام بیزاری پھیلی ہوئی ہے۔ اور مزدور دن کا صحیح کام کرنے والے نسبتاً غیر معدود کارکن مزدور دن میں مقبول ہو رہے ہیں۔

جناب اشرف حسین رضوی نے مندرجہ ذیل قرار دینے پر متطور کردائیں۔ (۱) یکم مارچ کے شہیدوں کو خراج عقیدت (۲) منگانی پر اظہار تشویش اندر اسے ختم کرنے کا مطالبہ (۳) کچھ نئے راستوں پر یوں کے مجوزہ کرانے میں اضافہ کی مخالفت اور یوں کے کرایوں میں مزید کمی کرنے کا مطالبہ (۴) کراچی ریلوے ورکشاپ کے نوکالے ہرے مزدوروں کو واپس کام پر رکھنے اور ان کے نقصانات پورے کرنے کا مطالبہ (۵) ناقص مزدور قوانین میں تبدیلی اور حکم محنت کو غیر جانبدار ردیہ رکھنے کا مطالبہ (۶) ملک میں جمہوریت کش اقدامات ختم کرنے۔ دفعہ ۱۴۲ کا نفاذ ختم کرنے۔ بنیادی جمہوریت کے نظام کے بجائے بالغ رائے دی اور بنیادی انسانی حقوق کی بحالی جاگیر داری زمینداری ختم کرنے زمین کی ملکیت سواکیر اور کم از کم حد بارہ ایکڑ مقرر کرنے الیم اصل پیداوار کی بنیاد پر وصول کرنے اور کمرائشی والے کسانوں کو الیم معاف کرنے - گنا کیس - تمنا کو اور پیٹ سن کی کم از کم قیمت خرید مقرر کرنے - بنکیوں - انٹرنیشنل کمپنیوں اور اہم صنعتوں کو سرکاری ملکیت میں لئے جانے اور سرکاری شعبے میں فولاد سازی کا کارخانہ اور دوسری صنعتوں کے قیام کا مطالبہ (۷) کراچی کی غریب بستیوں کے مسائل حل کرنے آباد کاری اور مالکانہ حقوق دینے اور ناجائز ٹیکس ختم کرنے کا مطالبہ (۸) بیت نامی حریت پسندوں کی کامیابیوں پر انہیں مبارکباد - امریکی سامراج کی مذمت - قومی محاذ آزادی اور عوامی جمہوریہ شمالی ویت نام کو تسلیم و حمایت کرنے کے لئے حکومت سے مطالبہ - کشمیر - فلسطین - جنوبی افریقہ - روڈیشیا اور دیگر محکوم ممالک کے عوام کی حمایت اور انہیں ویت نام کے عوام کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین۔

جناب ابوبکر نے صدارتی تقریر میں یکم مارچ کے شہیدوں کے لئے جذباتی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دفعہ ۱۴۲ کے مسلسل نفاذ اور دیگر جمہوری حقوق چھین لئے جانے کے باعث ہم اس وقت بھی اپنے ساتھیوں کے لئے ان کے شہیدان شان اپنے جذبہ کا مظاہرہ نہ کر سکیں۔ انھوں نے کارکنوں سے اپیل کی کہ ہمیں اپنے اور دشمن کے درمیان ایک واضح لیکر کھینچ کر دوستوں کے ساتھ دشمنوں کے خلاف کام کرنا چاہیے۔

لوگ کتے ہیں

بوجھ گچھ کرنے والا کوئی نہیں۔ میں آپ سے پھر انتہا کروں گا کہ یہ خط ضرور شائع کریں۔ پہلے بھی ایک خط ڈالا تھا مگر وہ شائع نہیں کیا گیا۔ نہ جانے اس آدمی کے پیچھے کوئی طاقت برسرِ کار ہے۔ جو یہ اس آزادی سے محروم رہا ہے رسالہ میں جن لوگوں نے یا جن اشخاص نے آپ کو حصہ دیا وہ ہر ایک کے مخاطب کیا تھا وہ شاید اس کے ایجنٹ ہیں۔ ہم پٹ در دالے وہ سب کچھ کر سکتے ہیں، مگر غریب ہیں۔ اس لئے اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ امید ہے کہ آپ یہ خط ضرور شائع کریں گے۔ عنقریب فلپ کی سیاہ کاریوں کے متعلق ایک مفصل خط لکھوں گا۔ فقط

نثار احمد سرحدی

پشاور

محترم سبط اختر، مزاج گرامی!

”منشور“ مارچ ۱۹۶۸ء نظر سے گزرا، یقین جانے دل کو جو دکھ ہوا وہ قابل بیان نہیں ہے، ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ ہمارے اپنے چند طلباء بھی ایسے ہو سکتے ہیں جو کہ اپنے مفاد کیلئے ایک غیر ملکی ملک دشمن شخص کے ہاتھوں تک جائیں۔ ایسے ذلیل طلباء کو تو کسی صورت میں معاف نہیں کرنا چاہئے، یہ خط سالِ چہارم کے طلباء کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ ہمیں یہ خط پرنسپل کی طرف سے لکھا ہوا محسوس ہوتا ہے، کیونکہ اس نے اردو بھی سیکھی ہوئی ہے اور وہ اردو بولتا بھی رہتا ہے اور یہ لکھا ہی کسی کالج کے طالب علم کی نہیں ہو سکتی اور اس پر طرہ یہ کہ اس خط کو جس لفافے میں بھیجا گیا ہے وہ پرنسپل اور کالج کے دفتر والے استعمال کرتے ہیں، طلباء ایسے لفافے استعمال نہیں کر سکتے۔

اب ہم آپ کی خدمت میں ایک ایسی معلومات بھیج رہے ہیں جو اس شخص کیلئے بھی مضر ہے اور آپ حکومت سے بوجھ سکتے ہیں کہ عربوں کی مالی امداد کیلئے ایڈورڈز کالج میں جو درجہ پڑھا گیا تھا اور جس کے لئے کالج نے بھی کافی رستم خرچ کی۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ عربوں کے لئے کتنی رستم بھیجی گئی اور اس طرح سے کافی ہوئی رستم کہاں گئی۔ اس شخص کو یہ کب گوارا ہو سکتا تھا کہ وہ عربوں کی مدد کرتا۔ جبکہ وہ ان کی اور ان کے لیڈروں کی برائیاں دکالتا تھا۔

آپ کو ایسے خط سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنی کوششوں کو اور تیز کر کے اس کو رسوا کر کے ملک سے باہر بھیجنا چاہئے۔

طلباء ایڈورڈز کالج، پشاور

لائل پور

اختر بھائی۔ سلام منوں

”منشور“ پچھلے کسی شمارے میں ایڈورڈز کالج پشاور کے انگریز پرنسپل کی طرف دشمن سرگرمیوں کے بارے میں پڑھا تھا مضمون پڑھنے کے بعد پہلا ردِ عمل جو میرے ذہن کی سطح پر ابھرا وہ یہ تھا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک بنام اور رسوا شخص، اگر وہ پاکستانیوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ملک کے منافی سرگرمیاں سر انجام دے رہا ہو۔ لیکن جب مضمون کے شواہد و براہین پر نظر پڑی تو اس الزام میں کچھ کچھ حقیقت نظر آنے لگی۔

لیکن آج جب منشور کا تازہ شمارہ میرے سامنے ہے تو مجھے اس مضمون کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ سچائی اور حقیقت کا مرقع نظر آ رہا ہے۔ آپ کو بھی یاد آئے گا کہ خط نہ صرف ان کی کمینگی اور ذلالت کا مظہر ہے بلکہ ان کی وطن دشمن سرگرمیوں کا ایک بین ثبوت بھی ہے۔

مادرِ وطن کے ان دشمنوں کی سرکوبی کیلئے پاکستان کے دس کروڑ عوام ہر وقت آپ کے ساتھ ہیں کہ منشور کی آواز پر لڑیکہ کہنے کیلئے تیار ہیں۔ خدا آپ کو اس وقت عطا فرمائے آمین۔

ایک طالب علم احمد علی دانشاں دہلوی

جنگ صدر

حضرتی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم

مزاج گرامی! ایڈورڈز کالج پشاور کے متعلق آپ کی کوشش قابلِ ستائش ہے۔ اگر ممبر کو کالج بند کرنے کا سوال اسمبلی میں، میں نے آپ کے رسالہ سے پڑھ کر ہی دیکھا جس پر اسمبلی میں خاصی بحث ہوئی تھی اور اس واقعہ پر کالج انتظامیہ کو سرزنش لگتی تھی اس دفعہ اس کالج کے متعلق کئی سوالات چاہئے ہیں۔ خاصی گرما گرم بحث متوقع ہے۔ خدا کا عکس پڑھ کر دکھ ہوا۔ آپ یقین رکھیں، میں اور میرے دوست اسمبلی میں اپنا فرض پورا کریں گے۔ امید ہے کہ آپ اپنی کوشش جاری رکھیں گے، والسلام

نیاز مند احمد علی

(جوہری محمد ادریس ایڈووکیٹ، ممبر صوبائی اسمبلی)

پشاور

سبط اختر کامیاب و کامران رہو

السلام علیکم۔ مزاج شریف، آج ماہنامہ منشور پڑھا۔ کالم (لے وطن) میں آپ نے ایک ناگفتہ بہ خط شائع کیا ہے۔ صد افسوس۔ اس خط نے تو ہمارے سرحدی علاقے کی شان، عظمت اور وقار کو دھنسنے کا کردار ادا کیا ہے۔ اتنے بانی کلاسز کے طلبہ اتنے جاہل اور ذلیل کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ خط کسی وطن فروش اور سامراج دوست نے لکھا ہے۔

منشور نے بورڈِ ذہنیت والوں۔ مردہ ضمیر لوگوں۔ سامراج کے ایجنٹوں اور عوام کے دشمنوں کے خلاف جو جدوجہد شروع کی ہے، اس میں ہم تمہارے ساتھ ہیں، اور کسی قسریاتی سے دریغ نہیں کریں گے۔ سچائی اور حقیقت کو ہرگز جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ فتح آخر کار منشور کی ہوگی انشا اللہ۔

نوٹ:- اردو دیکر رہے۔ اور اپنے احساسات و جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ ہمارے پٹ در دالے آپ کے شانہ بشانہ سرمایہ داروں کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں گے اور ایسی گندہ ذہنیت والوں کا قلع و قمع کیا جائے گا۔ ایسے خطوط ہماری راہ میں حائل نہیں ہو سکتے۔ اور ہم اپنے مقصد میں بہت جلد کامیاب ہوں گے۔ آپ کا دعاگو

از طرف قی پشاور

پشاور

جناب ذکی عباس صاحب۔ منشور۔ السلام علیکم

کے بعد واضح ہو کر آپ نے بے باک رسالہ منشور میں ایڈورڈز کالج پشاور کے پرنسپل مٹر فلپ ایڈمنڈ کے متعلق پڑھا۔ پڑھ کر دل بہت خوش ہوا کہ کافی مدت بعد اس انسان کے متعلق کسی نے کچھ لکھا۔ وہ جو کچھ ملتان سے کر رہا ہے اور کرتا چلا آ رہا ہے۔ وہ شاید آپ نہیں جانتے۔ اس کالج میں چاہے مسلمان طالب علم کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو اس کی فیس معاف تو کہاں آج بھی نہیں کی جاتی۔ لیکن عیسائی کتنی ہی امیر کیوں نہ ہو اس کی آدھی فیس معاف ہے۔ یہاں اس پرنسپل کی بادشاہت ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس سے

اپریل ۶۸

With the Compliments of

International Distributing Corporation

P.O. Box 7588

13 - DILKUSHA CHAMBERS, PLAZA SQUARE,
KARACHI-3 (Pakistan).

Telephone : 72990

Cable : AEROLINK

Goodyear Aircraft **TYRES** and **RETREADS**

With Compliments from

GOODYEAR

THE MONTHLY MANSHOOR KARACHI

پی آئی اے

کی پروازیں

ہیکاک

اسٹینول
فیشلفرٹ
سیروی
بغداد
روم
جاتی ہیں



ان کے علاوہ پی آئی اے کی پروازیں :- لندن - جنیوا - قتاہرہ - بیروت - ماسکو - تہران -
کویت - جدہ - دھران - دوحہ - دہلی - بحرین - کابل - کراچی - ڈھاکہ - کھٹمنڈو -
رنگون - کیمنٹن - شنگھائی - کو بھی جاتی ہے۔

مزید تفصیلات کیلئے اپنے ٹرول ایجنٹ یا کسی پی آئی اے آفس سے رجوع فرمائیں۔

پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز PIA